سوال

(12)وراثت کے اسباب اورورثاء کا بیان

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

وراثت کے اسباب اورورثاء کا بیان

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!
الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

شرعاًوراثت یہ ہے کہ میت کا مال شریعت کے اصولوں کے مطابق زندہ شخص یا اشخاص کی طرف منتقل ہوجائے۔اسباب میراث درج ذیل ہیں۔

1۔رحم،یعنی قرابت نسبی،وہ لوگ جو قرابت داری کی وجہ سے وارث بنتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّـهِ"

"اوررشتے ناتے والے ان میں سے بعض بعض سے زیادہ اولیٰ ہیں اللہ کے حکم میں۔[1]

اصحاب قرابت میت سے قریب کا رشتہ رکھتے ہوں یا دور کا وہ وارث ہوں گے بشرطیکہ اس کے آگے کوئی رکاوٹ بننے والا نہ ہو۔یعنی قریب کے رشتے دار کی موجودگی میں دور کا رشتے دار وارث نہ ہوگا۔

رشتے دار ورثاء تین قسم کے ہیں۔(1)اصول(2)فروع(3)اور حواشی۔

اصول سے مراد ہے باپ دادا پردادا اوپر تک۔

فروع سے مراد ہے:اپنی صلبی اولاد اور بیٹیوں کی اولاد نیچے تک۔

حواشی کا مطلب ہے:بہن بھائی اور بھائی کے بیٹے نیچے تک اور چچے(خواہ سگے ہوں یا باپ دادا کے)اوپر تک اور ان کے بیٹے نیچے تک۔

2۔نکاح:کسی مرد اور عورت کا شرعی طریقے سے عقد زوجیت میں منسلک ہونا اگرچہ خلوت کا موقع میسر نہ ہوا ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد عام ہے۔

وَلَكُم نِصفُ ما تَرَكَ أَزو‌ٰجُكُم إِن لَم يَكُن لَهُنَّ وَلَدٌ فَإِن كانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمّا تَرَكنَ مِن بَعدِ وَصِيَّةٍ يوصينَ بِها أَو دَينٍ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمّا تَرَكتُم إِن لَم يَكُن لَكُم وَلَدٌ فَإِن كانَ لَكُم وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمّا تَرَكتُم... ١٢ ... سورة النساء

"تمہاری بیویاں جوکچھ چھوڑ مریں اوران کی اولاد نہ ہو تو آدھوں آدھ تمہارا ہے اور اگر ان کی اولاد ہو تو ان کے چھوڑے ہوئے مال میں سے تمہارے لئے چوتھائی حصہ ہے۔ اس وصیت کی ادائیگی کے بعد جو وہ کرگئی ہوں یا قرض کے بعد۔ اور جو (ترکہ) تم چھوڑ جاؤ اس میں ان کے لئے چوتھائی ہے، اگر تمہاری اولاد نہ ہو اور اگر تمہاری اولاد ہو تو پھر انہیں تمہارے ترکہ کا آٹھواں حصہ ملے گا،"[2]

محض عقد نکاح کے سبب خاوند اور بیوی ایک دوسرے کے ترکہ کے وارث ہوں گے۔ اسی طرح زوجین طلاق رجعی کی عدت میں ایک دوسرے کے وارث ہوں گے کیونکہ طلاق رجعی کی عدت میں زوجیت قائم رہتی ہے۔ واضح رہے کہ نکاح کی تعریف میں شرعی کی قید لگانے سے غیر شرعی نکاح خارج ہوگیا جو فاسد ہے اور اس سے وارثت بھی ثابت نہیں ہوتی کیونکہ ایسا نکاح کالعدم ہے۔

3۔ ولاء: شرعاً ایسی میراث ہے جو مالک کو اپنے آزاد کردہ غلام کی موت کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ فقہاء کی اصطلاح میں اسے "عصوبۃ سببیۃ" کہا جاتا ہے۔

ولاء کے سبب آزاد کرنے والا اپنے آزاد کردہ کا وارث ہوتا ہے اس کے برعکس نہیں۔ اور اگر "معتق" یعنی آزاد کرنے والا زندہ نہ ہو تو اس کے عصبات بالنفس (بیٹے، باپ، بھائی اور چچا) آزاد کردہ کی ولاء (ترکہ) لیں گے عصبہ بالغیر یا عصبہ مع الغیر وارث نہ ہوں گے۔

ولاء کے سبب وارث ہونے کی دلیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"الْوَلَاءُ لُحْمَةٌ كَلُحْمَةِ النَّسَبِ"

"ولاء کا تعلق نسبی تعلق کی طرح ہے۔[3]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"إِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ"

"ولاء صرف اسے ملتی ہے جو آزاد کرے۔[4]

جنس کے اعتبار سے ورثاء کی اقسام

جنس کے اعتبار سے ورثاء دو طرح کے ہوتے ہیں۔ مرد اور عورت۔ مرد ورثاء درج ذیل ہیں:

1۔ بیٹا پوتا نیچے تک۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

يوصيكُمُ اللَّهُ فى أَولـٰدِكُم لِلذَّكَرِ مِثلُ حَظِّ الأُنثَيَينِ... ١١ ... سورة النساء

"اللہ تمھیں تمھاری اولاد کے بارے میں حکم کرتا ہے کہ ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے۔"[5]

یاد رہے جب بیٹا موجود ہو تو پوتا اس کا قائم مقام ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "يَا بَنِي آدَمَ "اے آدم کے بیٹو!

نیز فرمایا: "يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ "اے یعقوب کے بیٹو!

2۔ باپ دادا اوپر تک یعنی جن کا تعلق میت سے محض مردوں کے ذریعے سے ہو (وارث اور میت کے درمیان عورت کا واسطہ نہ ہو۔) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

"وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ"

"اور میت کے ماں باپ میں سے ہر ایک کا چھٹا حصہ ہے۔[6]

دادا باپ کے قائم مقام ہوتا ہے (جبکہ باپ زندہ ہو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میت کے دادا کو چھٹا حصہ دیا تھا۔

3۔ بھائی، بھائی تین قسم کے ہوتے ہیں (1) عینی، یعنی ماں باپ دونوں کی طرف سے سگے ہوں۔ (2) علاتی یعنی جو صرف باپ کی طرف سے سگے ہوں۔ (3) اخیافی، یعنی جو صرف ماں کی طرف سے سگے ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے حق وراثت کو یوں بیان کیا ہے۔

يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَا إِن لَّمْ يَكُن لَّهَا وَلَدٌ فَإِن كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَ وَإِن كَانُوا إِخْوَةً رِّجَالًا وَنِسَاءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ أَن تَضِلُّوا وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ١٧٦ ... سورة النساء

"آپ سے فتویٰ پوچھتے ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ (خود) تمہیں کلالہ کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے۔ اگر کوئی شخص مر جائے جس کی اولاد نہ ہو اور ایک بہن ہو تو اس کے لئے چھوڑے ہوئے مال کا آدھا حصہ ہے اور وہ بھائی اس بہن کا وارث ہوگا اگر اس کے اولاد نہ ہو۔ پس اگر بہنیں دو ہوں تو انہیں کل چھوڑے ہوئے کا دو تہائی ملے گا۔ اور اگر کئی شخص اس ناطے کے ہیں مرد بھی اور عورتیں بھی تو مرد کے لئے حصہ ہے مثل دو عورتوں کے، اللہ تعالیٰ تمہارے لئے بیان فرما رہا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ تم بہک جاؤ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز سے واقف ہے"[7]

اس آیت میں عینی اور علاتی بھائیوں کا ذکر ہے اخیافی بھائی بہن کے بارے میں فرمان الٰہی ہے:

وَإِن كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَالَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ١٢ ... سورة النساء

"اور جن کی میراث لی جاتی ہے وہ مرد یا عورت کلالہ ہو (اس کا باپ بیٹا نہ ہو) اور اس کا ایک بھائی یا ایک بہن ہو تو ان دونوں میں سے ہر ایک کا چھٹا حصہ ہے۔[8]

4۔ اسی طرح عینی اور علاتی بھتیجا بھی وارث ہے البتہ اخیافی بھتیجا وارث نہیں ہوتا کیونکہ ذوی الارحام میں شامل ہے۔

5۔ عینی اور علاتی چچا اور ان کے بیٹے وغیرہ نیچے تک۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

"أَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا، فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لِأَوْلَى رَجُلٍ ذَكَرٍ"

"اصحاب الفروض کو ان کے حصے دو۔ پھر جو بچ جائے وہ قریبی مرد (عصبہ) کو دو۔"[9]

6۔ خاوند : ارشادالٰہی ہے :

وَلَكُم نِصفُ ما تَرَكَ أَزو‌ٰجُكُم... ١٢ ... سورة النساء

"تمھاری بیویاں جو کچھ چھوڑ مریں اوران کی اولاد نہ ہو تو آدھا حصہ تمھارا ہے۔"[10]

7۔ صاحب ولاء آزاد کرنے والا یا اس کے عصبات آزاد کردہ کے وارث ہیں۔ ارشاد نبوی ہے۔

"الْوَلَاءُ لُحْمَةٌ كَلُحْمَةِ النَّسَبِ"

"ولاء بھی نسب کی طرح کا ایک تعلق ہے۔"[11] نیز فرمایا :

"إِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ"

"ولاء کا حقدار وہ ہے جو آزاد کرنے والا ہے۔"[12]

ورثاء عورتیں درج ذیل ہیں :

1۔ بیٹی اور بیٹے کی بیٹی اگرچہ بیٹا نیچے تک ہو۔ فرمان الٰہی ہے :

يوصيكُمُ اللَّهُ فى أَولـٰدِكُم لِلذَّكَرِ مِثلُ حَظِّ الأُنثَيَينِ فَإِن كُنَّ نِساءً فَوقَ اثنَتَينِ فَلَهُنَّ ثُلُثا ما تَرَكَ وَإِن كانَت و‌ٰحِدَةً فَلَهَا النِّصفُ... ١١ ... سورة النساء

"اللہ تعالیٰ تمھیں تمھاری اولاد کے بارے میں حکم کرتا ہے کہ ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے اور اگر صرف لڑکیاں ہی ہوں اور دو سے زیادہ ہوں تو انہیں مال متروکہ کا دو تہائی ملے گا۔ اور اگر ایک ہی لڑکی ہو تو اس کے لئے آدھا ہے"[13]

2۔ ماں، دادی اور نانی : ارشادالٰہی ہے :

فَإِن لَم يَكُن لَهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَواهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ فَإِن كانَ لَهُ إِخوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ... ١١ ... سورة النساء

"اور اگر اولاد نہ ہو اور ماں باپ وارث ہوتے ہوں تو اس کی ماں کے لیے تیسرا حصہ ہے۔ ہاں اگر میت کے کئی بھائی ہوں تو اس کی ماں کا چھٹا (حصہ) ہے۔[14]

سیدنا بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"لِلْجَدَّةِ السُّدُسَ إِذَا لَمْ يَكُنْ دُونَهَا أُمٌّ"

"دادی نانی کو صرف چھٹا حصہ ملتا ہے بشرطیکہ میت کی ماں زندہ نہ ہو۔"[15]

3۔ عینی بہن، علاتی بہن اور اخیافی بہن : ارشادالٰہی ہے :

وَإِن كانَ رَجُلٌ يورَثُ كَلـٰلَةً أَوِ امرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ أَو أُختٌ فَلِكُلِّ وٰحِدٍ مِنهُمَا السُّدُسُ ١٢ ... سورة النساء

"اور جن کی میراث لی جاتی ہے وہ مرد یا عورت کلالہ ہو(اس کا باپ بیٹا نہ ہو) اور اس کا ایک بھائی یا ایک بہن ہو تو ان دونوں میں سے ہر ایک کا چھٹا حصہ ہے۔[16]

نیز فرمان الٰہی ہے:

يَستَفتونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفتيكُم فِى الكَلـٰلَةِ إِنِ امرُؤٌا هَلَكَ لَيسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُختٌ فَلَها نِصفُ ما تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُها إِن لَم يَكُن لَها وَلَدٌ فَإِن كانَتَا اثنَتَينِ فَلَهُمَا الثُّلُثانِ مِمّا تَرَكَ وَإِن كانوا إِخوَةً رِجالًا وَنِساءً فَلِلذَّكَرِ مِثلُ حَظِّ الأُنثَيَينِ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُم أَن تَضِلّوا وَاللَّهُ بِكُلِّ شَىءٍ عَليمٌ ١٧٦ ... سورة النساء

"آپ سے فتویٰ پوچھتے ہیں، آپ کہہ دیجیئے کہ اللہ تعالیٰ (خود) تمہیں کلالہ کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے۔ اگر کوئی شخص مر جائے جس کی اولاد نہ ہو اور ایک بہن ہو تو اس کےلئے چھوڑے ہوئے مال کا آدھا حصہ ہے اور وہ بھائی اس بہن کا وارث ہوگا اگر اس کے اولاد نہ ہو۔ پس اگر بہنیں دو ہوں تو انہیں کل چھوڑے ہوئے کا دو تہائی ملے گا۔ اور اگر کئی شخص اس ناطے کے ہیں مرد بھی اور عورتیں بھی تو مرد کےلئے حصہ ہے مثل دو عورتوں کے، اللہ تعالیٰ تمہارےلئے بیان فرما رہا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ تم بہک جاؤ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز سے واقف ہے"[17]

4۔ بیوی: ارشاد الٰہی ہے:

وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمّا تَرَكتُم إِن لَم يَكُن لَكُم وَلَدٌ... ١٢ ... سورة النساء

"اور جو (ترکہ) تم چھوڑ جاؤ اس میں ان کےلیے چوتھائی ہے اگر تمہاری اولاد نہ ہو۔"[18]

5۔ آزاد کرنے والی عورت: فرمان نبوی ہے:

"إِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ"

"ولاء کا حقدار وہ ہے جو آزاد کرنے والا ہے۔"[19]

یہ ہیں وہ مرد اور عورتیں جنھیں اسلام نے وارث قرار دیا ہے۔ اگر ہم مزید تفصیل میں جائیں تو مرد ورثاء کی تعداد پندرہ (15) جب کہ عورتوں کی تعداد دس (10) تک پہنچ جاتی ہے۔ تفصیل اس موضوع کی اہم اور بڑی کتب میں موجود ہے۔

وارث بننے کے اعتبار سے ورثاء کی اقسام

وراث بننے کے اعتبار سے ورثاء کی تین قسمیں ہیں۔ "(1) اصحاب الفروض (2) عصبات (3) ذوو الارحام۔ ہر ایک کی تعریف درج ذیل ہے۔

1۔ اصحاب الفروض: وہ ورثاء جن کا حصہ شریعت میں مقرر ہے۔ ان کے حصے میں اضافہ صرف رد کی صورت میں ہوسکتا ہے اور کمی صرف عول کی صورت میں ہوسکتی ہے۔

2۔ عصبات: وہ ورثاء جو اصحاب الفرائض سے بچا ہوا ترکہ لیتے ہیں اگر وہ اکیلا ہو تو سارے مال کا حقدار ہوتا ہے۔

3۔ ذوو الارحام: وہ ورثاء جو اس وقت وارث ہوتے ہیں جب اصحاب الفرائض (زوجین کے علاوہ) اور عصبات نہ ہوں۔

اصحاب الفرائض ورثاء کی تعداد بارہ ہے جن میں چار مرد یعنی باپ دادا، خاوند اور اخیافی بھائی ہیں اور آٹھ عورتیں ہیں۔ یعنی ماں، دادی (دادی کے ساتھ نانی بھی شریک ہے) بیوی، بیٹی پوتی، اخیافی بہن، عینی بہن اور علاتی بہن اب ہم ہر صاحب فرض کے حصے کی تفصیل سے آپ کو آگاہ کریں گے۔

خاونداور بیوی کی میراث کا بیان

خاوند نصف ترکہ کا حقدار ہے بشرطیکہ اس کی فوت شدہ بیوی کی اپنی اولاد نہ ہو یا بیٹے کی اولاد نہ ہو اور وہ چوتھائی ترکہ کا حقدار ہے جب اس کی فوت شدہ بیوی کی اولاد ہو یا اس کے بیٹے کی اولاد ہو۔[20] اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَكُم نِصفُ ما تَرَكَ أَزوٰجُكُم إِن لَم يَكُن لَهُنَّ وَلَدٌ فَإِن كانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمّا تَرَكنَ مِن بَعدِ وَصِيَّةٍ يوصينَ بِها أَو دَينٍ ﴿١٢﴾... سورة النساء

"تمھاری بیویاں جو کچھ چھوڑ مریں اور ان کی اولاد نہ ہو تو آدھا (نصف) تمھارا ہے۔ "اور اگر ان کی اولاد ہو تو ان کو چھوڑے ہوئے مال میں سے تمھارے لیے چوتھائی حصہ ہے اس وصیت کی ادائیگی کے بعد جو وہ کر گئی ہوں یا قرض کے بعد۔[21]

بیوی (ایک ہو یا زیادہ) کے لیے ترکہ کا چوتھائی حصہ ہے بشرطیکہ فوت شدہ شوہر کی اولاد یا اس کے بیٹے کی اولاد نہ ہو اور وہ آٹھویں حصے کی حقدار ہے جب کہ اس کے فوت شدہ خاوند کی اپنی صلبی اولاد ہو یا بیٹے کی اولاد ہو۔[22]

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمّا تَرَكتُم إِن لَم يَكُن لَكُم وَلَدٌ فَإِن كانَ لَكُم وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمّا تَرَكتُم مِن بَعدِ وَصِيَّةٍ توصونَ بِها أَو دَينٍ... ﴿١٢﴾... سورة النساء

"اور جو (ترکہ) تم چھوڑ جاؤ اس میں ان کے لیے چوتھائی ہے اگر تمھاری اولاد نہ ہو۔ اور اگر تمھاری اولاد ہو انھیں تمھارے ترکہ کا آٹھواں حصہ ملے گا اس وصیت کے بعد جو تم کر گئے ہو اور قرض کی ادائیگی کے بعد۔"[23]

باپ اور دادا کی میراث کا بیان

میت کا باپ وارث ہو تو دادا ترکہ سے محروم ہو جاتا ہے۔

باپ ہو یا دادا ذی فرض کی حیثیت سے اسے صرف چھٹا حصہ ملے گا بشرطیکہ میت کی مذکر اولاد ہو (خواہ مونث اولاد ہو یا نہ ہو) جیسے بیٹا اور پوتا وغیرہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلِأَبَوَيهِ لِكُلِّ وٰحِدٍ مِنهُمَا السُّدُسُ مِمّا تَرَكَ إِن كانَ لَهُ وَلَدٌ ﴿١١﴾... سورة النساء

"اور میت کے ماں باپ میں سے ہر ایک کے لیے اس کے چھوڑے ہوئے مال کا چھٹا حصہ ہے۔ اگر اس (میت) کی اولاد نہ ہو۔[24]

باپ ہو یا دادا اسے صرف عصبہ کی حیثیت سے باقی ترکہ ملے گا بشرطیکہ میت کی اولاد (بیٹا، بیٹی، پوتا اور پوتی) نہ ہو۔ ارشاد الٰہی ہے:

وَلَدٌ فَإِن لَم يَكُن لَهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَواهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ ﴿١١﴾... سورة النساء

"اور اگر میت کے لیے اولاد نہ ہو اور ماں باپ وارث ہوتے ہوں تو اس کی ماں کے لیے تیسرا حصہ ہے۔"[25]

اس آیت میں میت کے ترکہ کا وارث والدین کو قرار دیا۔ پھر ماں کا حصہ (ایک تہائی) مقرر کر دیا جبکہ باپ کا حصہ مقرر نہیں کیا لہٰذا ثابت ہوا کہ باپ عصبہ کی حیثیت سے باقی سارا ترکہ لے گا۔

باپ یا دادا کو ذی فرض اور عصبہ دونوں حیثیتوں سے حصہ ملے گا۔ ذی فرض کی حیثیت سے چھٹا اور مزید عصبہ کی حیثیت سے اصحاب الفرائض سے بچا ہوا مال مل جاتا ہے بشرطیکہ میت کی صرف مونث اولاد یعنی بیٹی یا پوتی ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"أَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا، فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لأَوْلَى رَجُلٍ ذَكَرٍ"

"اصحاب الفرائض کو ان کے حصے ادا کرو۔ پھر جو مال بچ جائے وہ قریبی مرد (عصبہ) کو دو۔"[26]

واضح رہے بیٹے اور پوتے کے بعد باپ ہی میت کے قریب ترین ہے۔

مذکورہ بیان سے معلوم ہوا کہ باپ کی تین حالتیں ہیں (1) میت کے بیٹے یا پوتے کی موجودگی میں صرف صاحب فرض ہو گا۔ (2) میت کے بیٹے یا پوتے کے نہ ہونے کی حالت میں صرف عصبہ ہو گا۔ (3) صاحب فرض اور عصبہ ہو گا جبکہ میت کی اولاد میں بیٹی یا پوتی ہو۔

مذکورہ تین صورتوں میں دادا باپ کی طرح ہے جبکہ باپ زندہ نہ ہو۔ نصوص شرعیہ اس پر دلالت کرتی ہیں۔

دادا کے باب میں ایک چوتھی اضافی حالت بھی ہے وہ یہ کہ جب دادا وارث بن رہا ہو اور اس کے ساتھ میت کے عینی (سگے) یا علاتی (پدری) بھائی یا بہنیں ہوں تو دادا انھیں محروم کر دے گا جیسا کہ باپ انھیں محروم کر دیتا ہے یا دادا ایک بھائی کے برابر حصہ لے گا۔ اس میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔

علماء کی ایک جماعت کی یہ رائے ہے کہ دادا بھائی کے برابر حصہ لے گا کیونکہ دونوں باپ کے واسطے سے میت کی قرابت میں برابر ہیں دادا باپ ہے جب کہ بھائی باپ کے بیٹے ہیں لہٰذا میراث میں بھی سب برابر ہوں گے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین میں سے سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہی رائے ہے۔ آئمہ کرام میں سے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ۔ امام ابو یوسف: اور امام محمد شیبانی رحمۃ اللہ علیہ کی بھی یہی رائے ہے۔ ان حضرات نے مختلف دلائل توجیہات اور قیاسات سے استدلال کیا ہے جو کتب مطولہ میں موجود ہیں۔

علمائے کرام کے دوسرے فریق کی رائے یہ ہے کہ باپ کی طرح دادا بھی بھائی بہنوں کو ترکہ سے محروم کر دیتا ہے۔ یہ رائے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سیدنا ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سیدنا ابی بن کعب اور سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ایک روایت اسی کی تائید میں ملتی ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی مسلک ہے۔ اس مسلک کی تائید میں نہایت قوی اور کثیر دلائل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے نزدیک یہ رائے پہلی رائے سے قوی تر ہے۔[27]

ماں کی میراث کا بیان

ماں کے حصہ پانے کی تین صورتیں ہیں۔

1۔ دو حالتوں میں چھٹا حصہ لیتی ہے۔

1۔ جب میت کی مذکر یا مونث اولاد ہو جو وراثت کی حقدار ہو یا بیٹے کی اولاد ہو۔

2۔ جب میت کے کسی بھی قسم کے دو یا زیادہ بھائی بہنیں ہوں خواہ وہ وارث ہوں یا نہ ہوں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

وَلِأَبَوَيهِ لِكُلِّ وٰحِدٍ مِنهُمَا السُّدُسُ مِمّا تَرَكَ إِن كانَ لَهُ وَلَدٌ فَإِن لَم يَكُن لَهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَواهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ فَإِن كانَ لَهُ إِخوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ... ١١ ... سورة النساء

"اور میت کے ماں باپ میں سے ہر ایک کے لیے اس کے چھوڑے ہوئے مال کا چھٹا حصہ ہے۔ اگر اس (میت) کی اولاد ہو، اگر نہ ہو۔ اور ماں باپ وارث ہوتے ہوں تو اس کی ماں کے لیے تیسرا حصہ ہے۔ ہاں !اگر میت کے کئی بھائی ہوں تو اس کی ماں کا چھٹا حصہ ہے۔[28]

2۔ ماں کو کل مال کا ایک تہائی حصہ ملے گا جبکہ مندرجہ بالا دونوں حالتیں نہ ہو۔ یعنی نہ تو میت کی اپنی صلبی اولاد۔ اور نہ بیٹے کی اولاد ہے اور نہ ہی میت کے بھائی بہن ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

فَإِن لَم يَكُن لَهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَواهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ فَإِن كانَ لَهُ إِخوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ... ١١ ... سورة النساء

"پس اگر اولاد نہ ہو، اور ماں باپ وارث ہوتے ہوں تو اس کی ماں کے لیے تیسرا حصہ ہے۔ ہاں !اگر میت کے کئی بھائی ہوں تو اس کی ماں کا چھٹا حصہ ہے۔[29]

3۔ ماں کو باقی ماندہ ترکہ میں سے ایک تہائی ملے گا جبکہ دو صورتوں "عمریتین" میں سے کوئی ایک صورت ہو جو یہ ہیں۔

(ا) خاوند، ماں، اور باپ (یہ مسئلہ چھ کے عدد سے بنے گا۔)

(ب) بیوی، ماں اور باپ (یہ مسئلہ چار کے عدد سے بنے گا۔)

اس مسئلے کو "عمریتین" اس لیے کہا جاتا ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس میں فیصلہ دیا کہ ماں کے لیے زوجین میں سے کسی ایک کی موجودگی میں "ثلث ما بقی" ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں : "ماں کے لیے "ثلث ما بقی" کا حصہ نہایت درست ہے کیونکہ صرف والدین کے وارث ہونے کی صورت میں قرآن نے ماں کو تہائی حصہ دیا ہے۔ اگر زوجین میں سے کوئی شامل ہو تو اسے اس کا حصہ دے کر باقی والدین کا ہے تو اسے اصل کی طرح ہی تقسیم کریں گے جیسا کہ میت پر قرض ہو یا اس نے وصیت کی ہو تو پہلے اسے ادا کریں گے پھر باقی مال تین حصے کرکے تقسیم کریں گے کہ ماں کو ایک حصہ اور باپ کو دو حصے ملیں گے۔"[30]

جدہ صحیحہ (دادی نانی) کی میراث کا بیان

جدہ صحیحہ سے مراد وہ عورت ہے جس کی میت کے ساتھ قرابت بواسطہ جد فاسدہ[31] نہ ہو مثلاً: نانی پر نانی یا دادی پر دادی وغیرہ۔ اور اگر کسی کی میت کے ساتھ قرابت بوسطہ جد

فاسد ہو تو وہ جدہ فاسدہ ہے جو وارث نہ ہوگی کیونکہ وہ ذوی الاحارم میں شامل ہے۔ مثلاً: ماں کے باپ (نانا) کی ماں وغیرہ۔

جدہ جو وارث بن سکتی ہے اس کا ضابطہ یہ ہے کہ میت سے اس کی قرابت صرف مؤنثوں کے ذریعے سے ہو جیسے نانی پرنانی وغیرہ یا اس کی قرابت صرف مذکر کے ساتھ ہو جیسے دادی پردادی وغیرہ۔

جدہ جو وارث نہیں بن سکتی اس کا ضابطہ یہ ہے کہ قرابت مذکر کے ذریعے سے ہو جیسے ماں کے باپ کی ماں (ماں کی دادی) یا (دادی کی دادی) دوسرے الفاظ میں، وہ عورت جس کی میت کی طرف نسبت کرتے ہوئے دو مؤنثوں کے درمیان ایک مذکر ہو۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہر جدہ صحیحہ وارث ہوگی جبکہ جدہ فاسدہ وارث نہ ہوگی۔

جدہ صحیحہ کے وارث ہونے کی دلیل سنت رسول اوراجماع ہے۔

حضرت قبیصہ بن ذویب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کسی میت کی نانی حاضر ہوئی اور اس نے اپنے حق میراث کی مقدار پوچھی تو آپ نے فرمایا: کتاب اللہ میں تیرا حصہ کچھ نہیں ہے اور نہ میرے علم کے مطابق سنت رسول میں تیرا حصہ ہے ہاں تو واپس چلی جا میں لوگوں سے اس کے بارے میں دریافت کروں گا، جب لوگوں سے پوچھا تو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں اس مجلس میں موجود تھا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میت کی نانی کو چھٹا حصہ دیا تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کیا تمھارے ساتھ کوئی اور بھی تھا؟ تو محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر وہی بات کہی جو مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہی تھی چنانچہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ حکم جاری کر دیا۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں ان کے پاس کسی اور میت کی دادی آئی جو اپنی میراث کے بارے میں پوچھنا چاہتی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرے لیے کتاب اللہ میں علیحدہ کوئی حصہ نہیں۔ اور جو پہلے فیصلہ کیا گیا ہے وہ تیری غیر کے لیے ہے اور میں وراثت میں اپنی طرف سے کوئی اضافہ نہیں کر سکتا۔ بس وہی چھٹا حصہ ہی ہے جو تم دونوں (نانی دادی) کو ملے گا اگر تم اکٹھی ہو اور اگر تم میں سے کوئی ایک اکیلی وارث ہو تو وہ حصہ اسی کو مل جائے گا۔[32]

اس طرح سیدنا بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جدہ کے لیے چھٹا حصہ مقرر کیا جب میت کی ماں نہ ہو۔[33]

ان دو روایتوں سے ثابت ہوا کہ جدہ صحیحہ کے لیے میراث میں سے چھٹا حصہ ہے جیسا کہ سیدنا ابو کر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا تھا کہ اس (جدہ) کے لیے کتاب اللہ میں کوئی حصہ نہیں ہے کیونکہ قرآن میں مذکورہ ماں کئی قیود کے ساتھ مقید ہے جو کہ قریبی ماں کے ساتھ حکم خاص کرتی ہے جدہ (دادی نانی) کو اگرچہ ماں کہا گیا ہے مگر وراثت میں مذکورہ جدہ ماں کے حکم میں داخل نہیں جبکہ قرآن میں مذکورہ "حُرِمَتۡ عَلَيۡكُمۡ أُمَّهَٰتُكُمۡ" میں (دادی نانی) شریک ہیں۔[34]لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس (جدہ) کو سدس (چھٹا حصہ) دیا ہے۔

اسی طرح جدہ کی میراث علمائے امت کے اجماع سے ثابت ہے نانی دادی کے حق میراث میں تو کسی صاحب علم کا اختلاف نہیں البتہ ان دونوں کے علاوہ میں اختلاف ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور علماء کی ایک جماعت کا فرمان ہے۔ ایک درجہ کی جدہ صحیحہ ایک ہو یا زیادہ تمام کی تمام وارث ہوں گی البتہ ان کے نزدیک جدہ فاسدہ وارث نہیں مثلاً: نانا کی ماں، بعض علماء نے تین جدات کو وارث قرار دیا ہے اور وہ ہیں نانی اور دادی اور دادا کی ماں۔

جدہ صحیحہ کے وارث ہونے کی ایک شرط یہ ہے کہ ماں زندہ نہ ہو کیونکہ میت اور جدہ (نانی) کے درمیان ماں واسطہ ہے اور واسطہ دور کے رشتہ والے کو محروم کر دیتا ہے الا یہ کہ شریعت نے جسے مستثنیٰ قرار دیا ہو۔[35] اہل علم کا اجماع ہے کہ ماں ہر قسم کی جدات کو محروم کر دیتی ہے۔

جدات میں ترکہ کی تقسیم کا طریقہ :۔

جب جدہ ایک ہو اور میت کی ماں زندہ نہ ہو تو وہ چھٹا حصہ لے گی جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے ۔ یاد رہے جدہ کا حصہ چھٹے سے زیادہ نہ ہوگا ۔ بعض علماء کی رائے ہے کہ جب میت کی اولاد نہ ہو اور دو یا دو سے زیادہ بھائی بہن نہ ہوں تو جدہ کو (ماں کی طرح) ایک تہائی ترکہ ملے گا لیکن یہ قول شاذ اور ناقابل اعتماد ہے ۔

(1)۔ اگر ایک سے زیادہ جدات ہوں جو ایک درجے کی ہوں تو وہ سب چھٹے حصے میں برابر کی شریک ہوں گی کیونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین نے ایسا ہی فیصلہ دیا تھا، اس لیے کہ وہ ایک سے زیادہ تھیں اور کوئی مذکر ان کے ساتھ شریک نہیں تھا، لہذا (زیادہ) بیویوں کی طرح وہ بھی (ایک ہو یا زیادہ) برابر ہیں اور پھر ترجیح دینے والا قرینہ بھی نہیں ہے ۔

(2)۔ اگر زیادہ جدات ہوں تو جو میت کے قریب تر ہوں گی وہ چھٹے حصے کی وارث ہوں گی ۔ وہ ماں کی جانب سے ہوں یا باپ کی جانب سے اور دور کے رشتے والی جدات محروم ہوں گی ۔

(3)۔ میت کی دادی میت کے باپ کی موجودگی میں وارث ہوگی ۔ اس طرح دادے کی ماں دادے کی موجودگی میں وارث ہوگی ساقط نہ ہوگی اور یہ عام قاعدے کے خلاف ہے ۔ قاعدہ یہ ہے کہ جو شخص کسی واسطے سے میت سے قرابت رکھے تو وہ واسطہ دور والے کو محروم کردے گا، چنانچہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے باپ کی موجودگی میں دادی کے حصے کے بارے میں روایت ہے کہ " یہ پہلا واقعہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میت کی دادی کو باپ کی موجودگی میں چھٹا حصہ دیا تھا ۔[36]

اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ جدہ اپنے واسطے کی میراث نہیں سمیٹ رہی کہ اس کی موجودگی میں اسے محروم قرار دیا جائے ۔"[37]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں : "جس نے یہ کہا کہ جو شخص کسی کے واسطے سے وارث ہوگا وہ اس واسطے کی موجودگی میں ترکہ سے محروم ہوگا اس کا قول باطل ہے کیونکہ کبھی کوئی واسطے کی موجودگی میں اپنا حصہ لیتا ہے جیسے اخیافی بھائی اور بہن ماں کی موجودگی میں وارث ہوتے ہیں حالانکہ یہ ماں ان کے اور میت کے درمیان واسطہ ہے ۔ اسی طرح کبھی کوئی واسطہ نہیں ہوتا، پھر بھی محروم کردیتا ہے جیسے پوتا اپنے چچے کو یا بھتیجا میت کے چچے کو محروم کردیتا ہے ۔ تو اصل قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ ہر وہ شخص جو کسی کی میراث کا وارث ہو وہ اقرب شخص کے ہوتے ہوئے ساقط ہوجاتا ہے ۔ ۔ ۔ جدہ ماں کے قائم مقام ہوتی ہے، لہذا اس کی موجودگی میں ساقط، یعنی محروم ہوگی اگرچہ وہ ماں کے واسطے سے حصہ نہیں لے رہی ۔[38]

بیٹی اور پوتی کی میراث کا بیان

جب بیٹی اکیلی ہو تو وہ دو شرطوں کے ساتھ نصف ترکہ کی حقدار ہے ۔

1۔ اس کے ساتھ اس کی دوسری کوئی بہن نہ ہو ۔

2۔ اس کو عصبہ بنانے والا کوئی بھائی بھی نہ ہو ۔ دلیل اس کی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ فَإِن كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِن كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ... ١١ ... سورة النساء

"اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں حکم کرتا ہے کہ ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے اور اگر صرف لڑکیاں ہی ہوں اور دو سے زیادہ ہوں تو انہیں مال متروکہ کا دو تہائی ملے گا ۔ اور اگر ایک ہی لڑکی ہو تو اس کے لئے آدھا ہے "[39]

اللہ تعالیٰ کے فرمان : (وَإِن كَانَتْ وَاحِدَةً) سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا اکیلی ہونا شرط ہے۔

اور اللہ کے فرمان (لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ) سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی بھی عاصب (کسی کو عصبہ بنانے والے) کا اس کے ساتھ نہ ہونا شرط ہے۔

پوتی کے نصف ترکہ لینے کی تین شرائط ہیں :

1۔ اس کا عاصب کوئی نہ ہو جو اس کا بھائی یا اس کے درجے کا چچے کا بیٹا ہو سکتا ہے۔

2۔ اس کے ساتھ اس کی بہن یا اس کے درجے کی چچازاد بہن نہ ہو۔

3۔ میت کا کوئی ایسا وارث فرع (اولاد یا اولاد کی اولاد وغیرہ) موجود نہ ہو جو پوتی (پر پوتی وغیرہ) کی نسبت میت سے قریب تر ہو، مثلاً، بیٹی وغیرہ۔

(1)۔ جب دو یا زیادہ بیٹیاں ہوں تو وہ دو شرطوں کے ساتھ دو تہائی کی حقدار ہیں :

1۔ دو یا دو سے زیادہ ہوں۔

2۔ کوئی عاصب نہ ہو اور وہ میت کا صلبی بیٹا ہے۔

درج بالا دونوں صورتوں کی دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ فَإِن كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ... ١١ ...سورة النساء

"اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں حکم کرتا ہے کہ ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے اور اگر صرف لڑکیاں ہی ہوں اور دو سے زیادہ ہوں تو انہیں مال متروکہ کا دو تہائی ملے گا۔ "[40]

اللہ کے فرمان (لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ) سے بیٹیوں کی دو تہائی وراثت کے لیے کسی عصبے کا نہ ہونا شرط معلوم ہوتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کے فرمان : (فَإِن كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ) سے معلوم ہوتا ہے کہ دو یا زیادہ لڑکیاں ہونا شرط ہے۔

کلمات آیت (فَوْقَ اثْنَتَيْنِ) کے ظاہری معنی یہ معلوم ہوتے ہیں کہ دو تہائی حصہ دو سے زیادہ بیٹیوں کا ہے دو کا نہیں جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسلک ہے لیکن جمہور کا مسلک یہ ہے کہ دو بیٹیوں کا حصہ بھی دو تہائی ہے، چنانچہ سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سعد بن ربیع کی بیوی اپنی دونوں بیٹیوں کو ساتھ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی اور عرض کی : اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ! یہ سعد کی بیٹیاں ہیں جو غزوہ احد میں آپ کے ساتھ شہید ہوگئے۔ اب ان (بیٹیوں) کے چچا نے سارا مال خود ہی سمیٹ لیا ہے۔ مال کے بغیر ان کی شادی کیسے ہوگی؟ آپ نے فرمایا : "اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کوئی حکم نازل کرے گا، پھر آیت میراث : (يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ) الآیۃ نازل ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے چچا کو بلوایا اور فرمایا :

"سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ان دونوں بیٹیوں کو ترکہ کی دو تہائی دو اور ان کی والدہ (سعد کی بیوہ) کو آٹھواں حصہ ادا کرو پھر جو باقی بچے گا وہ تمہارا ہے۔ "[41]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث زیر بحث آیت کی تفسیر ہے، نیز یہ واقعہ اس آیت کی شان نزول ہے۔ باقی رہا سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ہم نواؤں کا مسلک مذکور کہ دو بیٹیوں کا حصہ دو تہائی نہیں تو اس کا ایک جواب یہ ہے کہ کلمہ (فَوْقَ اثْنَتَيْنِ) بعض کلمات کی بعض کے ساتھ مطابقت کے پیش نظر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان :

يُوصيكُمُ اللَّهُ فى أَولـٰدِكُم لِلذَّكَرِ مِثلُ حَظِّ الأُنثَيَينِ فَإِن كُنَّ نِساءً فَوقَ اثنَتَينِ فَلَهُنَّ ثُلُثا ما تَرَكَ... ١١ ... سورة النساء

میں تینوں کلمات، یعنی: (أَوْلَادِ)، (كُنَّ) اور (نِسَاءً) جمع استعمال ہوئے ہیں، اس لیے یہاں (فَوْقَ اثْنَتَيْنِ) ہی مناسب کلمات تھے جو استعمال کیے جاتے۔

ایک جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لڑکے کے حصہ دو لڑکیوں کے مساوی رکھا ہے۔ جب ایک لڑکا دو تہائی لے لیتا ہے تو ایک لڑکی کے لیے ایک تہائی باقی بچتا ہے۔ تو اس سے واضح ہوگیا کہ دو لڑکیوں کا حصہ دو تہائی ہے کیونکہ اگر ایک لڑکی بھائی کے ساتھ مل کر ایک تہائی لیتی ہے تو ایک بہن کے ساتھ ایک تہائی حصہ زیادہ لائق ہے۔ اس میں ادنیٰ کے ساتھ اعلیٰ پر تنبیہ ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ایک لڑکی کی میراث نصاً ذکر کی تو دو لڑکیوں کی میراث تنبیہاً ذکر کردی۔ کلمہ (فَوْقَ اثْنَتَيْنِ) سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ بیٹیاں دو سے زیادہ بھی ہوجائیں تو ان کا حصہ نہیں بڑھتا۔

(2)۔ دو پوتیاں دو بیٹیوں کی طرح دو تہائی کی مستحق ہیں۔ وہ دو سگی بہنیں ہوں (یا سوتیلی بہنیں) یا ایک درجے کی دو چچازاد بہنیں۔ ان کو حقیقی بیٹیوں پر قیاس کرتے ہوئے دو تہائی وراثت کا حصہ ملے گا کیونکہ پوتی بھی حقیقی (صلبی) بیٹی کی طرح ہے لیکن اس میں تین شرطیں ہیں:

1۔ پوتیاں دو یا زیادہ ہوں۔

2۔ کوئی عاصب نہ ہو، یعنی پوتا جو اس کا بھائی ہو یا ان کے چچا کا بیٹا جو ان کے درجے کا ہو۔

3۔ ان سے اعلیٰ درجے کی اولاد نہ ہو جو میت کے قریب ہو مثلاً: بیٹا، بیٹی، پوتا۔ واللہ اعلم

عینی (سگی) اور علاتی (پدری) بہنوں کی میراث کا بیان

اللہ تعالیٰ نے سورہ نساء کے آخر میں عینی اور علاتی بہنوں کا حصہ وضاحت سے یوں بیان فرمایا ہے:

يَستَفتونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفتيكُم فِى الكَلـٰلَةِ إِنِ امرُؤٌا هَلَكَ لَيسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُختٌ فَلَها نِصفُ ما تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُها إِن لَم يَكُن لَها وَلَدٌ فَإِن كانَتَا اثنَتَينِ فَلَهُمَا الثُّلُثانِ مِمّا تَرَكَ وَإِن كانوا إِخوَةً رِجالًا وَنِساءً فَلِلذَّكَرِ مِثلُ حَظِّ الأُنثَيَينِ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُم أَن تَضِلّوا وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيءٍ عَليمٌ ١٧٦ ... سورة النساء

"آپ سے فتویٰ پوچھتے ہیں، آپ کہہ دیجیئے کہ اللہ تعالیٰ (خود) تمہیں کلالہ کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے۔ اگر کوئی شخص مر جائے جس کی اولاد نہ ہو اور ایک بہن ہو تو اس کے لئے چھوڑے ہوئے مال کا آدھا حصہ ہے اور وہ بھائی اس بہن کا وارث ہوگا اگر اس کے اولاد نہ ہو۔ پس اگر بہنیں دو ہوں تو انہیں کل چھوڑے ہوئے کا دو تہائی ملے گا۔ اور اگر کئی شخص اس ناطے کے ہیں مرد بھی اور عورتیں بھی تو مرد کے لئے حصہ ہے مثل دو عورتوں کے، اللہ تعالیٰ تمہارے لئے بیان فرما رہا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ تم بہک جاؤ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز سے واقف ہے"[42]

اور اخیافی بہنوں کی میراث کا ذکر شروع سورت میں ان الفاظ میں فرمایا:

إِنِ امرُؤٌا هَلَكَ لَيسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُختٌ فَلَها نِصفُ ما تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُها إِن لَم يَكُن لَها وَلَدٌ فَإِن كانَتَا اثنَتَينِ فَلَهُمَا الثُّلُثانِ مِمّا تَرَكَ... ١٧٦ ... سورة النساء

"اور جن کی میراث لی جاتی ہے وہ مرد یا عورت کلالہ ہو (اس کا باپ بیٹا نہ ہو) اور اس کا ایک بھائی یا ایک بہن ہو تو ان دونوں میں سے ہر ایک کا چھٹا حصہ ہے اور اس سے زیادہ ہوں تو ایک تہائی میں سب شریک ہیں"۔[43]

(3)۔ سگی بہن نصف ترکہ کی حقدار ہے جب اس میں درج ذیل چار شرائط جمع ہوں :

1۔ اس کے ساتھ عاصب، یعنی اس کا سگا بھائی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

وَإِن كانوا إِخوَةً رِجالًا وَنِساءً فَلِلذَّكَرِ مِثلُ حَظِّ الأُنثَيَينِ ... ١٧٦ ... سورة النساء

"اور اگر کئی بھائی بہن، یعنی مرد بھی اور عورتیں بھی ہوں تو مرد کے لیے دو عورتوں کے مثل حصہ ہے۔[44]

2۔ وہ اکیلی ہو اس کے ساتھ کوئی دوسری سگی بہن شریک نہ ہو۔ ارشاد الٰہی ہے :

إِنِ امرُؤٌا هَلَكَ لَيسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُختٌ فَلَها نِصفُ ما تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُها إِن لَم يَكُن لَها وَلَدٌ فَإِن كانَتَا اثنَتَينِ فَلَهُمَا الثُّلُثانِ مِمّا تَرَكَ... ١٧٦ ... سورة النساء

"اگر کوئی شخص مر جائے جس کی اولاد نہ ہو اور ایک بہن ہو تو اس کے لئے چھوڑے ہوئے مال کا آدھا حصہ ہے اور وہ بھائی اس بہن کا وارث ہو گا اگر اس کے اولاد نہ ہو۔ پس اگر بہنیں دو ہوں تو انہیں کل چھوڑے ہوئے کا دو تہائی ملے گا"[45]

3۔ میت کا باپ وارث نہ ہو اور صحیح قول کے مطابق دادا بھی وارث نہ ہو۔

4۔ میت کی اولاد : بیٹا، بیٹی یا پوتا، پوتی وغیرہ (وارث) نہ ہو۔ تیسری اور چوتھی شرط کی دلیل یہ ہے کہ یہاں بھائی اور بہن کلالہ کے وارث بن رہے ہیں اور کلالہ وہ ہوتا ہے جس کا والد اور اولاد موجود نہ ہو۔

(4)۔ علاقی بہن نصف ترکہ کی حقدار ہے جب درج ذیل پانچ شرائط موجود ہوں۔ چار شرائط تو وہی ہیں جو سگی بہن کی میراث کے تحت ابھی بیان ہوئی ہیں اور پانچویں شرط یہ ہے کہ میت کا کوئی سگا بھائی یا سگی بہن نہ ہو کیونکہ سگے بھائی بہن کا رشتہ علاقی بہنوں کی نسبت قوی تر ہے۔

(5)۔ سگی بہنیں دو یا زیادہ ہوں تو ان کا حصہ دو تہائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

فَإِن كانَتَا اثنَتَينِ فَلَهُمَا الثُّلُثانِ مِمّا تَرَكَ... ١٧٦ ... سورة النساء

"پس اگر بہنیں دو ہوں تو انہیں کل چھوڑے ہوئے کا دو تہائی ملے گا"[46]

دو تہائی ترکہ لینے کی چار شرائط ہیں :

1۔ وہ تعداد میں دو یا دو سے زیادہ ہوں۔ آیت : (فَإِن كانَتَا اثنَتَينِ) سے استدلال ہے۔

2۔ ان کو عصبہ بنانے والا ان کا سگا بھائی موجود نہ ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وَإِن كانوا إِخوَةً رِجالًا وَنِساءً فَلِلذَّكَرِ مِثلُ حَظِّ الأُنثَيَينِ ... ١٧٦ ... سورة النساء

"اور اگر کئی بھائی بہن، یعنی مرد بھی اور عورتیں بھی ہوں تو مرد کے لیے دو عورتوں کے مثل حصہ ہے۔[47]

3۔ میت کی وارث اولاد (بیٹا، بیٹی یا پوتا، پوتی) موجود نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

إِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَا إِن لَّمْ يَكُن لَّهَا وَلَدٌ فَإِن كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَ... ١٧٦ ... سورة النساء

"اگر کوئی شخص مر جائے جس کی اولاد نہ ہو اور ایک بہن ہو تو اس کے لیۓ چھوڑے ہوئے مال کا آدھا حصہ ہے اور وہ بھائی اس بہن کا وارث ہوگا اگر اس کے اولاد نہ ہو۔ پس اگر بہنیں دو ہوں تو انہیں کل چھوڑے ہوئے کا دو تہائی ملے گا"[48]

4۔ میت کا باپ اور دادا موجود نہ ہو یا وارث نہ ہو۔

(6)۔ علاتی بہنیں دو یا دو سے زیادہ ہوں تو ان کا مجموعی حصہ دو تہائی ہے کیونکہ آیت کلالہ کے مفہوم عام میں وہ بھی بالاجماع شامل ہیں، چنانچہ فرمان الٰہی ہے :

إِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَا إِن لَّمْ يَكُن لَّهَا وَلَدٌ فَإِن كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَ... ١٧٦ ... سورة النساء

"اگر کوئی شخص مر جائے جس کی اولاد نہ ہو اور ایک بہن ہو تو اس کے لیۓ چھوڑے ہوئے مال کا آدھا حصہ ہے اور وہ بھائی اس بہن کا وارث ہوگا اگر اس کے اولاد نہ ہو۔ پس اگر بہنیں دو ہوں تو انہیں کل چھوڑے ہوئے کا دو تہائی ملے گا"[49]

یاد رہے ان کا دو تہائی حصہ تب ہے جب پانچ شرائط موجود ہوں۔ چار شرائط تو وہی ہیں جو سگی بہنوں کے بیان میں گزر چکی ہیں اور پانچویں شرط یہ ہے کہ میت کے سگے بھائی یا سگی بہنیں موجود نہ ہوں۔ اگر سگا بھائی یا سگی بہنیں ایک ہوں یا زیادہ ہوں تو علاتی بہنیں دو تہائی کی وارث نہ ہوں گی۔ اگر ایک سگا بھائی یا دو سگی بہنیں ہوں تو یہ محروم ہو جاتی ہیں الا یہ کہ علاتی بہنوں کے ساتھ علاتی بھائی ہو تو وہ عصبہ بن کر حصہ لیں گی (جو ایک تہائی ہوگا)۔ اگر سگی بہن ایک ہو تو وہ نصف ترکہ لے گی اگر اس کے ساتھ ایک یا زیادہ علاتی بہنیں ہوں تو ان کا حصہ چھٹا ہوگا تاکہ وہ تہائی مکمل ہو۔

(7)۔ اگر ایک بیٹی ہو اور اس کے ساتھ ایک یا زیادہ تعداد میں پوتیاں ہوں تو بیٹی کو نصف اور پوتیوں کو (دو تہائی مکمل کرنے کے لیے) چھٹا حصہ ملے گا۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہی فیصلہ دیا تھا اور فرمایا : "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا کہ بیٹی کے لیے نصف ہے اور پوتی کے لیے چھٹا حصہ ہے دو ثلث مکمل کرتے ہوئے اور جو بچ جائے وہ بہن کا ہے۔"[50]

اس کی وجہ یہ ہے کہ جب بیٹیاں ایک سے زائد ہوں تو ان کا حصہ دو تہائی ہی بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

إِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَا إِن لَّمْ يَكُن لَّهَا وَلَدٌ فَإِن كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَ... ١٧٦ ... سورة النساء

"اگر کوئی شخص مر جائے جس کی اولاد نہ ہو اور ایک بہن ہو تو اس کے لیۓ چھوڑے ہوئے مال کا آدھا حصہ ہے اور وہ بھائی اس بہن کا وارث ہوگا اگر اس کے اولاد نہ ہو۔ پس اگر بہنیں دو ہوں تو انہیں کل چھوڑے ہوئے کا دو تہائی ملے گا"[51]

فَإِن كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ... ١١ ... سورة النساء

"اگر صرف لڑکیاں ہی ہوں اور دو سے زیادہ ہوں تو انہیں مال متروکہ کا دو تہائی ملے گا۔"[52]

اس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک بیٹی کا نصف اور پوتی کا چھٹا حصہ مجموعی طور پر دو تہائی بنتا ہے، البتہ اس میں دو شرطیں ہیں :

1۔ میت کی پوتی کے ساتھ اس کے درجے کا پوتا نہ ہو۔

2۔ اقرب اوراعلیٰ اولاد، یعنی بیٹا نہ ہو۔

(8)۔ علاتی بہن بھی ایک سگی بہن کی موجودگی میں (دوتہائی کی تکمیل کےلیے)چھٹا حصہ لیتی ہے۔ اس پر علماء کا اجماع ہے نیز علاتی بہن کو پوتی پر قیاس کیا گیا ہے، البتہ علاتی بہنیں چھٹا حصہ تب لیں گی جب دو شرطیں موجود ہوں۔

1۔ علاتی بہن ایک سگی بہن کے ساتھ ترکہ میں شریک ہو جو نصف لے رہی ہو۔ اگر سگی بہنیں ایک سے زیادہ ہوں تو علاتی بہن محروم ہوجاتی ہے کیونکہ دوتہائی حصہ انھی پر مکمل ہوچکا ہے۔

2۔ میت کی علاتی بہن کے ساتھ علاتی بھائی نہ ہو جو اسے عصبہ بنادے۔ اگر علاتی بہن کے ساتھ اس کا بھائی موجود ہو تو سگی بہن کو اس کا حصہ نصف ترکہ دے کر باقی نصف ترکہ ان میں (فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ) کے مطابق تقسیم ہوگا۔ واللہ اعلم۔

بیٹیوں کی موجودگی میں بہنوں کا حصہ

اور

اخیافی بھائی بہن کی میراث کا بیان

جب میت کی ایک یا زیادہ بیٹیوں کے ساتھ ایک یا زیادہ سگی یا پدری بہنیں موجود ہوں تو بیٹیاں اپنا مقررہ حصہ دوتہائی (3/2) لیں گی اور جو باقی بچے گا وہ جمہور صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین اور تابعین رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سگی بہنوں کو اگر وہ نہ ہوں تو علاتی (پدری) بہنوں کو بیٹیوں کے ساتھ عصبہ کی حیثیت سے ملے گا۔ (فقہائے کرام اسے عصبہ مع الغیر کہتے ہیں۔) اس کی دلیل صحیح بخاری کی روایت ہے:

"سئل أبو موسى عن بنت وابنة ابن وأخت فقال للبنت النصف وللأخت النصف وأت ابن مسعود فسيتابعني فسئل ابن مسعود وأخبر بقول أبي موسى فقال لقد ضللت إذا وما أنا من المهتدين أقضي فيها بما قضى النبي صلى الله عليه وسلم للابنة النصف ولابنة ابن السدس تكملة الثلثين وما بقي فللأخت"

"سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ بیٹی، پوتی اور بہن تینوں میں ترکہ تقسیم کیسے ہوگا؟ انھوں نے فرمایا: بیٹی اور بہن دونوں کو نصف نصف ترکہ ملے گا اور پوتی محروم ہوگی، پھر سائل سے کہا تم یہی مسئلہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھو، نیز انھیں میرے فتوے سے بھی آگاہ کرنا، اُمید ہے وہ میری تائید فرمائیں گے، چنانچہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ فتویٰ سن کر فرمایا: اگر میں بھی یہی فتویٰ دوں تو گمراہ ہوں گا ہدایت یافتہ نہ رہوں گا۔ میں تو وہی فیصلہ دوں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا کہ بیٹی کا حصہ نصف اور پوتی کا حصہ چھٹا ہے۔ (تاکہ دوثلث مکمل ہو) جبکہ باقی ترکہ (ایک تہائی) بہن کا ہے۔" [53]

اس روایت سے واضح ہوا کہ جب بیٹی اور پوتی اپنا مقرر حصہ وصول کرلیں گی تو باقی ترکہ عصبہ کی حیثیت سے بہن کو ملے گا۔

(1)۔ ایک اخیافی (مادری) بھائی ہو یا ایک اخیافی بہن تو اس کا حصہ چھٹا ہے۔ اگر ایک سے زیادہ ہوں تو ان کا مجموعی حصہ ایک تہائی ہے جو مذکر و مؤنث میں برابر تقسیم ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَإِن كانَ رَجُلٌ يورَثُ كَلـٰلَةً أَوِ امرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ أَو أُختٌ فَلِكُلِّ وٰحِدٍ مِنهُمَا السُّدُسُ فَإِن كانوا أَكثَرَ مِن ذٰلِكَ فَهُم شُرَكاءُ فِى الثُّلُثِ... ١٢ ... سورة النساء

"اور جن کی میراث لی جاتی ہے وہ مرد یا عورت کلالہ ہو (اس کا باپ بیٹا نہ ہو) اور اس کا ایک بھائی یا ایک بہن ہو تو ان دونوں میں سے ہر ایک کا چھٹا حصہ ہے اور اس سے زیادہ ہوں تو ایک تہائی میں سب شریک ہیں"۔[54]

علمائے کرام کا اجماع ہے کہ اس آیت میں اخیافی بھائی بہن کا بیان ہے، نیز سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قراءت بھی یوں ہے:

"وله أخ أو أخت من أم"

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہی رائے دلالت قرآن کی رو سے قرین قیاس ہے کہ صورت مذکورہ میں مذکر و مؤنث برابر ہوں۔

(2)۔ اخیافی بھائی بہن چھٹا حصہ تب لیتے ہیں جب ان میں تین شرطیں پائی جاتی ہیں:

1۔ وارث اولاد (فرع) موجود نہ ہو۔

2۔ میت کا باپ دادا وغیرہ (اصول) نہ ہوں۔

3۔ اخیافی بھائی یا بہن ایک ہو۔

(3)۔ اخیافیوں کا تہائی ترکہ کا مستحق ہونا درج ذیل تین شرائط کے ساتھ ہے:

1۔ اخیافی بھائی یا اخیافی بہنیں دو یا دو سے زیادہ ہوں۔ مرد ہوں یا عورتیں یا دونوں ہوں۔

2۔ وارث اولاد یا بیٹے کی اولاد موجود نہ ہو۔

3۔ میت کا باپ دادا نہ ہو۔

اخیافی بھائی بہنوں کے درج ذیل خصوصی احکام ہیں:

1۔ مذکر اور مؤنث تقسیم میں برابر برابر حصہ لیتے ہیں، یعنی ان میں کمی بیشی نہیں ہوتی۔ ایک ہونے کی صورت میں فرمان الٰہی یہ ہے:

وَإِن كانَ رَجُلٌ يورَثُ كَلـٰلَةً أَوِ امرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ أَو أُختٌ فَلِكُلِّ وٰحِدٍ مِنهُمَا السُّدُسُ ١٢ ... سورة النساء

"اور جن کی میراث لی جاتی ہے وہ مرد یا عورت کلالہ ہو (اس کا باپ بیٹا نہ ہو) اور اس کا ایک بھائی یا ایک بہن ہو تو ان دونوں میں سے ہر ایک کا چھٹا حصہ ہے"۔[55]

اور ایک سے زیادہ ہونے کی صورت میں ارشاد الٰہی یہ ہے:

فَإِن كانوا أَكثَرَ مِن ذٰلِكَ فَهُم شُرَكاءُ فِى الثُّلُثِ... ١٢ ... سورة النساء

"اوراگراس سے زیادہ ہوں توایک تہائی میں سب شریک ہیں"۔[56]

یادرہے کہ جمہور کے ہاں "کلالہ شخص وہ ہے جس کی اولاد نہ ہواور باپ بھی موجود نہ ہو تو گویا کہ اخیافیوں کے لیے میراث لینے کی یہ شرط ہوئی کہ میت کی اولاد اور باپ نہ ہو۔ یہ بھی یاد رہے کہ اولاد سے مراد مذکر و مؤنث دونوں ہیں۔ اسی طرح والد سے مراد باپ دادا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

فَإِن كانوا أَكثَرَ مِن ذٰلِكَ فَهُم شُرَكاءُ فِى الثُّلُثِ... ١٢ ...سورة النساء

"اوراگراس سے زیادہ ہوں توایک تہائی میں سب شریک ہیں"۔[57]

اس فرمان میں دلیل ہے کہ بھائیوں کو بہنوں پر حصے میں ترجیح نہ ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ترکہ کے بارے میں سب کی شراکت بیان کی ہے اور شراکت کا اطلاق مساوات کا متقاضی ہے۔

شاید اس میں حکمت یہ ہے کہ وہ محض ایک عورت (والدہ) کی قرابت کی بنیاد پر وارث ہورہے ہیں اور یہ قرابت ان کے مذکر و مؤنث میں برابر ہے، لہذا حصے میں ترجیح کا کوئی معنی نہیں بخلاف باپ کی قرابت کے۔

2۔ یہ سب ماں کی موجودگی میں اپنا مقررہ حصہ لیتے ہیں جس کے واسطے سے ان کی میت سے قرابت ہے اور یہ بات قاعدہ عامہ کے خلاف ہے۔ قاعدہ عامہ یہ ہے کہ جب کوئی کسی واسطے سے میت سے تعلق رکھتا ہے تو وہ اس واسطے کی موجودگی میں وارث نہیں ہوتا جیسے نواسا۔

3۔ یہ جس کے واسطے سے حصہ لیتے ہیں اس کا حصہ کم کر دیتے ہیں، یعنی ان کی وجہ سے ماں کا حصہ تہائی سے کم ہو کر چھٹا رہ جاتا ہے اور یہ اس قاعدہ عامہ کے خلاف ہے جس میں ہے کہ واسطے کے ہوتے ہوئے وارث کو کچھ نہیں ملتا۔ واضح رہے دو یا زیادہ بھائی بہن ماں کا حصہ کم کرتے ہیں۔ ایک بھائی ہو یا ایک بہن وہ ماں کے حصے پر اثرانداز نہیں ہوتے۔

4۔ یہ جس واسطے سے میت کے قرابت دار بنتے ہیں اس کی موجودگی میں وارث بنتے ہیں، یعنی وہ اپنی ماں کے ساتھ وارث ہوں گے جس کے واسطے سے وہ میت کے قریبی ہوئے ہیں۔ ان کے سوا دوسرے وارث اپنے رشتے دار کے ہوتے ہوئے وارث نہیں ہوتے جیسے پوتا میت کے بیٹے کی موجودگی میں وارث نہیں بنتا۔ اور اسی مسئلہ میں دادی اور دادے کی ماں بھی شریک ہے کیونکہ وہ بھی اپنے بیٹے کی وجہ سے میت کی رشتہ دار بنتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ واسطہ اس قرابت دار کو محروم نہیں کرتا جس کی وجہ سے وہ قرابت دار بنا ہے مگر اس وقت جب وہ نیابتاً اس کا حصہ لیتا ہو۔

اوراگر وہ رشتے دار اپنے قریبی کا نیابتاً حصہ نہ لے تو وہ محروم نہ ہوگا جیسا کہ اخیافی بھائیوں کا معاملہ ہے کیونکہ وہ ماں کی عدم موجودگی میں ماں کا حصہ نہیں لیتے۔ اس کے برعکس دادی اور دادے کی ماں نائب بن کر ماں کے حصے کی وارث بنتی ہیں۔

عصبات کا بیان

"عصبہ "عصب سے ماخوذ ہے جس کے لغوی معنی "باندھنے گھیرنے اور تقویت پہنچانے کے ہیں۔ "پگڑیوں کو "عصائب "اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ سر کا احاطہ کرتی ہیں۔ عصبہ کا واحد "عاصب" ہے۔ عصبہ کا اطلاق واحد، تثنیہ، جمع، مذکر اور مؤنث سب پر یکساں ہوتا ہے۔ کسی شخص کے باپ کی جانب سے قرابت دار عصبات کہلاتے ہیں۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ انھوں نے اس کا احاطہ کیا ہوا ہوتا ہے۔

علمائے فرائض کی اصطلاح میں "عاصب" وہ وارث ہے جس کا حصہ ترکہ میں مقرر نہ ہو۔ اوراگر وہ اکیلا ہو تو سارا مال لے لیتا ہے، اگر صاحب فرض کے ساتھ ہو تو صاحب فرض کا بچا

ہوامال لیتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

"أَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا، فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لأَوْلَى رَجُلٍ ذَكَرٍ"

"اصحاب الفروض کوان کے حصے دو۔ پھر جو بچ جائے وہ قریبی مرد (عصبہ) کو دو۔ "[58]

(1)۔ عصبہ بنفسہ :اس قسم میں خاوند اور اخیافی بھائی کے سوا وہ مرد شامل ہیں جن کا میراث میں سے حصہ لینے پر علماء کا اجماع ہے اور وہ چودہ افراد ہیں جو یہ ہیں : بیٹا، پوتا اگرچہ نیچے ہو، باپ، دادا، سگا بھائی، سگے بھتیجے، علاقی بھائی، علاقی بھتیجے، سگا چچا، سگے چچے کے بیٹے، علاقی چچا، علاقی چچے کے بیٹے، آزاد کرنے والا اور آزاد کرنے والی۔

(2)۔ عصبہ بغیرہ، ہر وہ ذی فرض عورت ہے جو اپنے عصبہ بھائی کے ساتھ مل کر عصبہ بن جاتی ہے اور یہ چار عورتیں ہیں :

1۔ بیٹی، میت کے بیٹے کے ساتھ مل کر عصبہ بن جاتی ہے۔

2۔ پوتی اپنے درجے کے پوتے کے ساتھ عصبہ بن جاتی ہے۔ وہ اس کا سگا بھائی ہو یا اس کے چچا کا بیٹا یا اس کے نیچے کے درجے کا بیٹا۔ دونوں قسموں کی دلیل میں ارشاد ہے :

يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ... ١١ ... سورة النساء

"اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں حکم کرتا ہے کہ ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے""[59]

یہ آیت صلبی اولاد اور پوتوں کو شامل ہے۔

3۔ سگی بہن، جب اپنے سگے بھائی کے ساتھ ہو۔

4۔ علاقی بہن، جب اپنے علاقی بھائی کے ساتھ ہو۔

دونوں کی دلیل یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وَإِن كَانُوا إِخْوَةً رِّجَالًا وَنِسَاءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ ١٧٦ ... سورة النساء

"اور اگر کئی بھائی بہن، یعنی مرد بھی اور عورتیں بھی ہوں تو مرد کے لیے دو عورتوں کے مثل حصہ ہے۔[60]

یہ آیت سگے بھائیوں اور علاقی (پدری) بھائیوں کو شامل ہے۔

الغرض یہ چار مرد : بیٹا، پوتا، سگا بھائی اور علاقی بھائی ان کے ساتھ ان کی بہنیں ان کے ساتھ عصبہ بننے کیوجہ سے میراث لیتی ہیں۔ ان کے علاوہ جو مرد ہیں ان کی بہنیں ان کے ساتھ عصبہ نہیں بنتیں، مثلاً : بھتیجا، چچا اور چچے کا بیٹا۔

(2)۔ عصبہ مع غیرہ : یہ دو عورتیں ہیں :

1۔ سگی بہن۔

2۔ اور علاتی بہن۔

1۔ سگی بہن جب میت کی بیٹی یا پوتی کے ساتھ ترکہ لیتے وقت شریک ہو، اسی طرح علاتی بہن جب میت کی بیٹی یا پوتی کے ساتھ ترکہ لیتے وقت شریک ہو بشرط یہ کہ سگی بہن یا سگا بھائی نہ ہو۔ اس کی دلیل سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہ فیصلہ ہے جو صحیح بخاری میں مذکور ہے اور یہی جمہور صحابہ وتابعین رضوان اللہ عنھم اجمعین اور ان کے بعد آنے والے علماء کا فتویٰ ہے کہ سگی بہنیں یا علاتی بہنیں بیٹی یا پوتی کے ساتھ مل کر عصبہ بن جاتی ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے:

"سئل أبو موسى عن بنت وابنة ابن وأخت فقال للبنت النصف وللأخت النصف وأت ابن مسعود فسيتابعني فسئل ابن مسعود وأخبر بقول أبي موسى فقال لقد ضللت إذا وما أنا من المهتدين أقضي فيها بما قضى النبي صلى الله عليه وسلم للابنة النصف ولابنة ابن السدس تكملة الثلثين وما بقي فللأخت"

"سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ بیٹی، پوتی اور بہن تینوں میں ترکہ تقسیم کیسے ہوگا؟ انھوں نے فرمایا: بیٹی اور بہن دونوں کو نصف نصف ترکہ ملے گا اور پوتی محروم ہوگی، پھر سائل سے کہا تم یہی مسئلہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھو، نیز انھیں میرے فتوے سے بھی آگاہ کرنا، اُمید ہے وہ میری تائید فرمائیں گے، چنانچہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ فتویٰ سن کر فرمایا: اگر میں بھی یہی فتویٰ دوں تو گمراہ ہوں گا ہدایت یافتہ نہ رہوں گا۔ میں تو وہی فیصلہ دوں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا کہ بیٹی کا حصہ نصف اور پوتی کا حصہ چھٹا ہے۔ (تاکہ دوثلث مکمل ہو) جبکہ باقی ترکہ (ایک تہائی) بہن کا ہے۔"[61]

(3)۔ عصبہ بنفسہ میں سے اگر کوئی اکیلا ہوگا تو وہ سارا مال لے گا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"وَهُوَ يَرِثُهَا إِن لَّمْ يَكُن لَّهَا وَلَدٌ "

"اور وہ بھائی اس بہن کا وارث ہوگا اگر اس کی اولاد نہ ہو۔"[62]

اس آیت میں بھائی کو بہن کے سارے مال کا وارث قرار دیا ہے اور یہ حکم تب ہے جب وہ اکیلا ہو۔

(4)۔ اگر اس کے ساتھ کوئی صاحب فرض ہو تو اصحاب الفرائض کو دے کر بچا ہوا مال عصبہ کو ملے گا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"أَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا، فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لِأَوْلَى رَجُلٍ ذَكَرٍ"

"اصحاب الفروض کو ان کے حصے دو۔ پھر جو بچ جائے وہ قریبی مرد (عصبہ) کو دو۔"[63]

یاد رہے اگر اصحاب الفرائض کو دے کر مال باقی کچھ نہ بچے تو عصبات محروم ہو جاتے ہیں۔

(5)۔ عصبات کی پانچ جہات ہیں:

1۔ "بنوۃ" یعنی بیٹا، پوتا، پرپوتا وغیرہ۔

2۔ "ابوۃ" یعنی باپ، دادا، پردادا وغیرہ۔

3۔ "اخوۃ" یعنی سگا بھائی، علاتی بھائی، سگے بھائی کا بیٹا، علاتی بھائی کا بیٹا۔

4۔ "عمومۃ" یعنی سگا چچا، علاتی چچا، سگے چچے کا بیٹا، علاتی چچے کا بیٹا۔

5۔ "ولاء" یعنی آزاد کرنے کے سبب آزاد کرنے والا شخص عتیق کا عصبہ ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"إِنَّمَا الْوَلاَءُ لِمَنْ أَعْتَقَ"

"ولاء اسے ملے گی جو آزاد کرے گا۔"[64]

(6)۔اگر دو یا زیادہ عصبات جمع ہوں تو ان کی چار صورتیں ہیں:

1۔ دونوں اشخاص جہت، درجہ اور قوت میں برابر ہوں تو میراث میں دونوں شریک ہوں گے :بیٹے یا سگے بھائی یا چچے۔

2۔ اگر جہت میں مختلف ہوں تو قوی جہت والے کو دوسرے پر ترجیح ہوگی، لہذا بیٹا، باپ سے عصبے کی حیثیت میں مقدم ہوگا۔

3۔ جہت میں متحد ہوں لیکن درجے میں مختلف ہوں، مثلاً: بیٹا اور پوتا دونوں جمع ہوں تو ترکہ بیٹے کو ملے گا پوتے کو نہیں کیونکہ بیٹا درجے میں قریب تر ہے۔

4۔ اگر جہت اور درجے میں دونوں متحد ہوں لیکن قوت درجے میں مختلف ہوں کہ ایک دوسرے سے قوی ہو تو قوی کو ترجیح ہوگی، مثلاً: سگا بھائی اور علاتی بھائی دونوں ہوں تو سگا بھائی مقدم ہوگا کیونکہ اس کی نسبت ماں باپ دونوں کی طرف ہے جب کہ علاتی کی نسبت صرف باپ کی طرف ہے۔

حجب کا بیان

علم میراث میں "حجب" کا باب بڑی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ اس باب کی تفصیلی معرفت حاصل ہونے ہی سے حق والے کو اس کا حق دیا جاسکتا ہے۔ اور اس سے عدم واقفیت خطرے کا موجب ہے کیونکہ ممکن ہے کہ وارث کو غیر وارث یا غیر وارث کو وارث قرار دے دیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض ماہرین علم میراث کا کہنا ہے کہ جو شخص حجب کے بارے میں علم نہیں رکھتا اس کے لیے میراث کے مسائل میں فتویٰ دینا حرام ہے۔

"حجب" کے لغوی معنی "منع کرنے اور روکنے" کے ہیں۔ حجاب[65] (پردہ) اور حاجب بمعنی مانع ہے، بادشاہ کے دربان کو اسی وجہ سے حاجب کہتے ہیں۔

علمائے میراث کی اصطلاح میں حجب سے مراد یہ ہے: "کوئی وارث کسی دوسرے کی وجہ سے اپنے کل حصے سے یا زیادہ حصے سے محروم ہوجائے۔"

(1)۔علم میراث میں حجب کی دو قسمیں ہیں:

1۔ حجب اوصاف: جس شخص کو میراث کے تین موانع: غلامی، قتل اور اختلاف دین میں سے کوئی ایک مانع لاحق ہو۔ ایسا شخص وارث نہیں قرار پاتا۔ اس کا موجود نہ ہونے کے مترادف ہے۔

2۔ حجب اشخاص: کوئی وارث دوسرے وارث کی وجہ سے ترکہ سے بالکل محروم ہوجائے تو اسے "حجب" حرمان کہا جاتا ہے۔ اور اگر کسی وارث کو دوسرے وارث کی وجہ سے کم حصہ ملے تو یہ حجب نقصان ہے۔ چونکہ ان قسموں میں مانع شخص ہوتا ہے، اس لیے اسے حجب اشخاص کا نام دیا گیا ہے۔

حجب اشخاص کی سات صورتیں ہیں۔ تین صورتوں میں کسی شخص کی وجہ سے وارث کا حصہ زیادہ کے بجائے کم ہوجاتا ہے اور چار صورتوں میں افراد کی تعداد بڑھ جانے سے ان کا حصہ کم ہوجاتا ہے۔ تفصیل یہ ہے:

1۔ کوئی وارث دوسرے کی وجہ سے صاحب فرض کی حیثیت سے زیادہ کے بجائے کم حصہ لے، مثلاً: اولاد کی وجہ سے خاوند نصف کے بجائے چوتھائی ترکہ کا حقدار ہے۔

2۔ کوئی وارث دوسرے وارث کی وجہ سے بحیثیت عصبہ زیادہ کے بجائے کم حصہ لے، مثلاً: بہن عصبہ مع الغیر کی بجائے عصبہ بالغیر بن جائے۔

3۔ کوئی صاحب فرض کسی دوسرے کی وجہ سے عصبہ بن کر کم حصہ لے، مثلاً بیٹی نصف کی بجائے (اپنے بھائی کے ساتھ) عصبہ بالغیر بن کر کم حصہ لے۔

4۔ کوئی عصبہ کے بجائے صاحب فرض بن کر کم حصہ لے، مثلاً: اولاد کی موجودگی میں میت کا باپ عصبہ کی بجائے صاحب فرض ہوجائے۔

5۔ ایک مقرر فرض حصے میں شرکاء کی تعداد بڑھ جائے، مثلاً: میت کی ایک سے زیادہ بیویاں ہوں تو چوتھائی یا آٹھواں حصہ سب میں برابر تقسیم ہوجائے۔

6۔ عصبہ کی حیثیت سے لینے والے شرکاء کی تعداد بڑھ جائے، مثلاً: میت کے بیٹے زیادہ ہوں اولاد کا حصہ سب میں بٹ جائے گا اور ہر ایک کا حصہ کم ہوجائے گا۔

7۔ عول کے سبب ورثاء کا حصہ کم ہوجائے۔ اس صورت میں ہر ایک کو اس کے مقررہ حصے سے کم ملتا ہے۔

(2)۔ حجب کا دارومدار چند قواعد پر ہے:

(3)۔ جو بھی میت سے رشتہ کسی دوسرے وارث کے واسطے سے رکھتا ہو تو وہ شخص اس واسطے کی موجودگی میں محجوب (محروم) ہوگا، مثلاً: پوتا بیٹے کی موجودگی میں دادی، نانی ماں کی موجودگی میں دادا، باپ کی موجودگی میں اور بھائی، باپ کی موجودگی میں محروم ہوں گے۔

(4)۔ الاقرب فالاقرب، یعنی جب دو یا زیادہ عصبات جمع ہوجائیں تو جو جہت کے اعتبار سے مقدم ہوگا وہ وارث ہوگا، مثلاً: بیٹا بحیثیت عصبہ باپ سے مقدم ہوگا۔ اگر جہت میں دونوں مقدم ہوں تو قریب تر مقدم ہوگا، مثلاً: بیٹا اور دوسرے بیٹے کا بیٹا (پوتا) جمع ہوں تو بیٹا پوتے سے مقدم ہوگا کیونکہ وہ میت کے قریب تر ہے۔ سگا بھائی اور دوسرے بھائی کا بیٹا (بھتیجا) اکھٹے ہوں تو سگا بھائی مقدم ہوگا۔

اگر جہت اور قرابت میں برابر ہوں تو قوی تر رشتہ رکھنے والے کو ترجیح ہوگی، مثلاً: سگا بھائی علاتی بھائی سے مقدم ہوگا کیونکہ سگے بھائی کی میت سے قرابت علاتی بھائی سے دوگنا ہے۔

(5)۔ اس قاعدے کا تعلق حجب حرمان سے ہے اور وہ یہ ہے کہ اصول اصول ہی کی وجہ سے محجوب ہوتے ہیں، مثلاً: دادا میت کے باپ کی وجہ سے محجوب ہوجاتا ہے، دادی اور نانی میت کی ماں کی موجودگی میں محجوب ہوتی ہیں۔ اسی طرح قریب کا دادا بعید کے دادے کو اور قریب کی دادی بعید کی دادی کو محروم کردیتی ہے۔

اسی طرح فروع فروع ہی کی وجہ محجوب ہوتے ہیں، مثلاً: پوتا میت کے بیٹے کی موجودگی میں اور پوتا پوتے کی موجودگی میں محروم ہوتا ہے۔ حواشی: بھائی، بھتیجے چچے اور ان کے بیٹے میت کے اصول، فروع اور حواشی کی وجہ سے محجوب ہوجاتے ہیں، مثلاً بچا میت کے باپ بیٹے یا بھائی کی موجودگی میں محجوب (محروم) ہوجاتا ہے۔ اور علاتی بھائی بیٹے، پوتے اور باپ کی موجودگی میں محجوب ہوجاتا ہے۔ اور صحیح قول کے مطابق دادے کی وجہ سے بھی محروم ہوجاتا ہے۔ اسی طرح سگے بھائی اور بہن، جب وہ عصبہ مع الغیر ہو، کی موجودگی کے مطابق دادے کی وجہ سے بھی محروم ہوجاتا ہے۔ اسی طرح سگے بھائی اور بہن، جب وہ عصبہ مع الغیر ہو، کی موجودگی میں بھی محروم ہوگا۔ خلاصہ کلام یہ کہ علاتی بھائی اصول، فروع اور حواشی کے سبب محروم ہوجاتا ہے۔

(5)۔ آخر میں ہم پھر ایک بار تلقین وتاکید کریں گے کہ علم میراث میں حجب کا باب نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ میراث کے مسائل میں فتویٰ دینے والے شخص پر لازم ہے کہ وہ اس باب کے قواعد وضوابط کو اچھی طرح ذہن نشین کرے اس کی باریکیوں کو سمجھے تاکہ فتویٰ میں غلطی کا امکان نہ رہے اور میراث کے شرعی مسائل کا حلیہ اور حقیقت بدل نہ جائے جس کا نتیجہ یہ نکلے کہ مستحق محروم ہوجائے اور محروم وارث بن جائے۔

داداکے ساتھ بھائیوں کی وارث بنانے کے احکام

اگر میت کے دادے کے ساتھ ایک یا زیادہ بھائی بہن موجود ہوں تو مشہور ائمہ کرام، یعنی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اورامام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے انھیں وارث قرار دینے کے بارے میں سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسلک اختیار کیا ہے۔ان کے علاوہ ابویوسف اور محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ اہل علم کا بھی یہی مسلک ہے۔

اس مسلک کا حاصل یہ ہے کہ دادے کے ساتھ شریک ہونے والے بھائی صرف عینی ہوں گے یا صرف علاتی یا دونوں قسم کے۔اگر صرف ایک قسم کے بھائی ہوں تو دادے کی دو حالتیں ہوں گی:

1۔دادے اور بھائی کے ساتھ کوئی صاحب فرض شریک نہ ہو،چنانچہ اس کی پھر تین حالتیں ہیں ان میں سے جو حالت بہتر ہوگی اس کی روشنی میں اسے حصہ ملے گا۔

(1)۔تہائی مال کے بجائے مقاسمت (دادے کو بھائیوں کی طرح ایک بھائی فرض کرکے مال تقسیم کرنا مقاسمت کہلاتا ہے) کی صورت میں اسے حصہ دیا جائے گا۔اس کا ضابطہ یہ ہے کہ بھائی دادے سے نصف یا نصف سے کم مال لیں۔اس کی پانچ صورتیں ہیں:

پہلی صورت: دادااور بہن۔۔۔اس صورت میں مقاسمت کے ساتھ دادے کا حصہ دو تہائی ہے کیونکہ بہن کےلیے تہائی ہے۔

دوسری صورت: دادااور بھائی۔۔۔اس صورت میں دادے کےلیے نصف ترکہ ہے۔

تیسری صورت: دادااور دو بہنیں۔۔۔اس صورت میں بھی دادے کا حصہ نصف ہے۔

چوتھی صورت: دادااور تین بہنیں۔۔۔اس صورت میں دادے کےلیے 2/5 حصہ ہے جو تہائی سے زائد ہی ہے۔

پانچویں صورت: دادا، ایک بھائی اور ایک بہن۔۔۔اس صورت میں بھی ارادے کا وہی حصہ ہے جو بھی چوتھی صورت میں بیان ہوا ہے۔

(2)۔دادے کو مقاسمت سے دیا جائے یا کل ترکہ کا تہائی، دونوں صورتوں میں اس کا یکساں حصہ ہے۔اس حالت میں بھائیوں کو دادے سے دوگنا ملتا ہے اس کی تین صورتیں ہیں:

پہلی صورت: دادااور دو بھائی۔

دوسری صورت: دادا، بھائی اور دو بہنیں۔

تیسری صورت: دادااور چار بہنیں۔

ان صورتوں میں دادے کےلیے مقاسمت اور ثلث برابر ہیں، یعنی دونوں حالتوں میں ایک تہائی ہی ملے گا۔

اہل علم کے درمیان اختلاف ہے کہ گذشتہ حالت میں مقاسمت کا اعتبار کرتے ہوئے دادے کو عصبہ قرار دیں گے یا تہائی کا اعتبار کرتے ہوئے صاحب فرض کہیں گے یا مقاسمت اور تہائی دونوں کا اعتبار کرتے ہوئے عصبہ یا فرض کچھ بھی کہہ سکتے ہیں۔بعض علماء نے تہائی کا اعتبار کرتے ہوئے اسے صاحب فرض تسلیم کیا ہے نہ کہ مقاسمت کا اعتبار کرتے ہوئے عصبہ کیونکہ صاحب فرض کی حیثیت سے ترکہ لینا اگر ممکن ہو تو عصبہ کی نسبت قوی تر ہے کیونکہ صاحب فرض عصبہ پر مقدم ہوتا ہے۔واللہ اعلم۔

(3)۔ دادے کےلیے تہائی ترکہ مقاسمت کی نسبت بہتر ہو تو وہ صاحب فرض کی حیثیت سے لے گا۔ اس میں بھا ئیوں کا حصہ دادے سے دوگنا ہوتا ہے۔ اس حالت کی صورتیں پچھلی دو حالتوں کی طرح محدود نہیں ہیں۔

اس حالت میں جس قدر صورتیں ہیں ان میں بھا ئیوں کی تعداد کم از کم یوں ہو سکتی ہے: دادا، دو بھائی اور ایک بہن یا دادا اور پانچ بہنیں یا دادا، ایک بھائی اور تین بہنیں، جبکہ باقی صورتوں میں بہن بھا ئیوں کی تعداد اس سے بڑھ کر ہے اور وہ غیر محدود صورتیں ہیں۔

2۔ دادا اور بھا ئیوں کے ساتھ کوئی صاحب فرض ہو۔

اس حالت کی روشنی میں بھا ئیوں ساتھ دادے کی سات حالتیں ہین جو اجمالاً یہ ہیں:

1۔ تعین مقاسمت۔

2۔ تعین باقی مال کا ثلث، یعنی صاحب فرض کو مقررہ حصہ دے کر جو باقی بچے اس کی تہائی۔

3۔ کل مال کا چھٹا حصہ۔

4۔ مقاسمت یا ثلث ما بقی دونوں کا یکساں ہونا۔

5۔ مقاسمت یا کل مال کا چھٹا حصہ دونوں کا یکساں ہونا۔

6۔ ثلث ما بقی ہو یا کل مال کا چھٹا حصہ دونوں کا یکساں ہونا۔

7۔ مقاسمت، کل مال کا چھٹا حصہ اور ثلث باقی تینوں کا یکساں ہونا۔ اب ہر ایک کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

پہلی حالت:۔

دادے کے حق میں ثلث الباقی ہو یا کل مال کا چھٹا دونوں کی نسبت مقاسمت بہتر ہو۔ مثلا: خاوند، دادا اور بھائی اس صورت میں فرض حصے کی مقدار نصف کے برابر ہوتی ہے، نیز بھا ئیوں کی تعداد دادے کے دوگنا سے کم ہوتی ہے۔ اس حالت میں مقاسمت کی تعین کیوجہ یہ ہے کہ اولاً خاوند کو نصف مالملے گا۔ پھر باقی نصف مال دادے اور بھائی میں تقسیم ہوگا۔ جب مقاسمت کی بنا پر دادے کو ایک بھائی فرض کیا تو اس طرح سے کل مال کا چوتھا حصہ ملا جو (خاوند کو اس کا مقررہ حصہ دینے کے بعد) ثلث الباقی اور کل مال کے چھٹے حصے سے زیادہ ہے۔

صورت مسئلہ میں جب صاحب فرض کو دو میں سے ایک سہم دیا تو ایک سہم باقی بچ گیا جو دادے اور بھائی دونوں پر بلا کسر (پورا پورا) تقسیم نہیں ہوتا، لہذا تصیح کی غرض سے دو کو اصل مسئلہ، یعنی دو سے ضرب دی گئی حاصل ضرب چار ہوئے خاوند کو اولاً دو میں سے ایک ملا تھا تو اسے جب دو سے ضرب دی تو اسکے چار میں سے دو سہام ہوگئے جبکہ دادے اور بھائی دونوں کو پہلے صرف ایک سہم ملا تھا جب اسے بھی دو سے ضرب دی تو اب دونوں کے مجموعی طور پر دو ہوگئے۔ اب ہر ایک کو ایک ایک سہم مل گیا۔ الغرض اس صورت میں دادے کو مقاسمت سے چوتھائی حصہ ملا جو کل مال کے چھٹے اور باقی کے ثلث سے زیادہ ہے۔ اصل مسئلہ 2 سے جبکہ تصیح 4 سے ہوگی۔

حل: 2*2=4

خاوند۔۔۔1/2۔ دادا۔1 بھائی۔1

دوسری حالت:۔

باقی مال کاثلث دونوں صورتوں،یعنی مقاسمت اور کل مال کے چھٹے حصے سے بہتر ہو۔

مثال:ماں،دادااورپانچ بھائی۔اس صورت میں فرض حصے کی مقدار نصف سے کم ہوتی ہے،نیز بھائیوں کی تعداد دادے کے دوگنا سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔اس حالت میں ثلث الباقی کی تعین کی وجہ یہ ہے کہ اولاًماں کوچھٹاحصہ ملے گا،پھر باقی پانچ حصے دادے اورپانچ بھائیوں میں تقسیم ہوں گے۔دادے کوثلث الباقی،یعنی 1 صحیح 2بٹا3 ملاجومقاسمت اورچھٹے حصے سے زیادہ ہے،البتہ صاحب فرض کا حصہ اداکرکے باقی مال کا تہائی بلاکسر حاصل نہیں ہوتا،لہذا تہائی کے مخرج،یعنی تین کواصل مسئلہ،یعنی چھ سے ضرب دی توحاصل ضرب اٹھارہ ہوئے۔ماں کواصل مسئلہ سے ایک ملاتھاجب سے تین سے ضرب دی تواس کے تین حصے ہوگئے۔اس طرح دادے کوپانچ مل گئے جوکہ باقی مال کی تہائی ہے اورباقی دس حصے پانچ بھائیوں میں یوں تقسیم کیے کہ ہرایک کودودو مل گئے۔الغرض اس صورت میں باقی کاثلث مقاسمت اورکل مال کے چھٹے حصے سے بہترثابت ہوتا ہے۔

حل:18=6*3

ماں۔1۔3۔دادا۔1 صحیح 2بٹا3۔5۔5بھائی۔3 صحیح1بٹا3۔2/10۔

تیسری حالت:۔

کل مال کاچھٹاحصہ دونوں صورتوں،یعنی مقاسمت اورثلث الباقی سے بہتر ہو۔

مثال:خاوند،ماں،دادااوردوبھائی۔اس صورت میں فرض حصہ دوتہائی ہوتاہے نیزبھائیوں کی تعداد دادے سے زیادہ ہوتی ہے اگرچہ ایک بہن ہی کااضافہ کیوں نہ ہو۔اس حالت میں مال کے چھٹے حصے کی تعین کی وجہ یہ ہے کہ خاوند کو نصف اورماں کوچھٹاحصہ دینے کے بعد دادے اوربھائیوں کےلیے مجموعی طورپر دوحصے بچتے ہیں۔یہاں بلاشبہ چھٹاحصہ باقی ثلث اور مقاسمت سے زیادہ ہے لیکن ایک حصہ دوبھائیوں پورپورا پورا تقسیم نہیں ہوتا،لہذادو(تعدادافراد)کواصل مسئلہ چھ سے ضرب دی توحاصل ضرب بارہ(12)ہوئے۔اسی عدد سے مسئلے کی تصیح ہوگی۔

خاوند کے پاس پہلے تین تھے جب دوسے ضرب دی توکل چھ سہام ہوگئے۔ماں کواصل مسئلے سے ایک ملاتھااب اس کے دوسہام ہوگئے۔اس طرح دادے کے بھی دوہوئے جبکہ دونوں بھائیوں کواصل مسئلے سے مجموعی طورپرایک سہم(حصہ)ملاتھااب دوہوگئے۔گویاہرایک کوایک ایک سہم مل گیا۔الغرض اس مثال میں کل مال کاچھٹاحصہ باقی دونوں صورتوں،یعنی مقاسمت اورثلث باقی سے بہتر ہے۔

حل:2*6=12۔۔۔خاوند3۔6۔ماں۔1۔2۔دادا۔1۔2۔2بھائی۔1۔1بٹا2۔

چوتھائی حالت:۔

مقاسمت ہویاثلث باقی دونوں صورتیں کل مال کے چھٹے حصے سے بہتر ہیں۔

مثال:ماں،دادااوردوبھائی۔اس صورت میں فرض حصہ نصف سے کم ہوتاہے،نیزبھائیوں کی تعداد دادے سے دوگنا ہوتی ہے۔اس حالت میں مقاسمت اورثلث الباقی کے

یکساں ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ماں کو چھٹا حصہ دینے کے بعد باقی پانچ حصے دادے اور دو بھائیوں میں تقسیم ہوتے ہیں۔ اس میں ثلث الباقی 1 صحیح 2 بٹا 3 حصہ ہے۔ جو مقاسمت کے مساوی ہے لیکن ثلث الباقی بلا کسر حاصل نہیں ہوتا، لہذا تہائی کے مخرج، یعنی تین کو اصل مسئلہ چھ سے ضرب دی۔ اس طرح حاصل ضرب اٹھارہ ہوئے۔ ماں کو اصل مسئلے سے ایک ملا تھا اسے تین سے ضرب دی تو تین ہوگئے۔ باقی پندرہ بچ گئے۔ دادا کو مقاسمت یا ثلث الباقی کو بنیادی پر پانچ مل گئے جبکہ دونوں بھائیوں کو مجموعی طور پر دس ملے۔ ہر ایک کو پانچ پانچ مل گئے۔

حل: 18=6*3

ماں: 1-3- دادا: 1 صحیح 2 بٹا 3-5-2 بھائی: 3 صحیح 1 بٹا 3-5/10-

اس مثال میں چھٹا حصہ دینے کے بجائے مقاسمت اور ثلث باقی دینا ادارے کے حق میں زیادہ بہتر ہے، نیز دونوں صورتوں میں حصہ یکساں ہے۔

پانچویں حالت:۔

مقاسمت ہو یا کل مال کا چھٹا حصہ ادارے کے لیے یہ دونوں ثلث باقی سے بہتر ہوں۔

مثال: خاوند، دادی، دادا اور بھائی۔ اس صورت میں فرض حصہ دو تہائی کے برابر ہوتا ہے، نیز دادے کے ساتھ بھائی ایک ہی ہوتا ہے۔ اس حالت میں مقاسمت اور کل مال کے چھٹے کے یکساں ہونے کی وجہ یہ ہے کہ خاوند کو نصف اور دادی یا نانی کو چھٹا حصہ دینے کے بعد دادا اور بھائی کے لیے دو سہام بچتے ہیں۔ اب دادے کو مقاسمت سے دیں یا کل مال کا چھٹا حصہ دونوں صورتوں میں ایک ہی سہم ملتا ہے اسی طرح بھائی کے لیے بھی ایک ہی سہم ہے۔

حل: ٹوٹل: 6۔ خاوند۔ 3۔ دادی۔ 1۔ دادا۔ 1۔ بھائی۔ 1۔

اس صورت میں دادے کو مقاسمت یا کل مال کا چھٹا دیں دونوں صورتوں میں یکساں ہے جو باقی کے تہائی سے زیادہ ہے۔

چھٹی حالت:۔

کل مال کا چھٹا حصہ دیا جائے یا باقی کا تہائی دونوں اعتبار سے دادے کو یکساں اور مقاسمت سے زیادہ حصہ ملتا ہو۔

مثال: خاوند، دادا اور تین بھائی۔ اس صورت میں فرض حصہ نصف ملتا ہے، نیز بھائیوں کی تعداد دادے کے دوگنا سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اس حالت میں کل مال کا چھٹا اور ثلث الباقی کے یکساں ہونے کیوجہ یہ ہے کہ خاوند کو نصف دینے کے بعد باقی نصف دادے اور تین بھائیوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ اس صورت میں کل مال کا چھٹا اور ثلث الباقی دونوں برابر ہوں گے، البتہ باقی مال میں سے ثلث الباقی بلا کسر حاصل نہیں ہوتا، لہذا ثلث کے مخرج، یعنی تین کو اصل مسئلہ، یعنی دو سے ضرب دی۔ حاصل ضرب چھ ہوئے۔ اسی عدد سے مسئلے کی تصیح ہوگی۔ خاوند کو اصل مسئلے سے ایک سہم ملا تھا جب اسے تین سے ضرب دی تو خاوند کو تین سہام ملے۔ تین سہام باقی بچ گئے۔ دادے کو ایک مل گیا جو ثلث الباقی ہے اور یہی کل مال کا چھٹا حصہ بھی ہے۔ بھائیوں کو دو سہام ملے جبکہ ان کی تعداد تین ہے۔ یہ پورے پورے تقسیم نہیں ہوتے، لہذا تصیح کرتے ہوئے تین کو چھ سے ضرب دی گئی تو حاصل ضرب اٹھارہ ہوئی جو تصیح ثانی کہلائی۔ خاوند کو پہلے تین ملے تھے اب تین سے ضرب دی تو اس کے نو سہام ہوگئے۔ دادے کو ایک ملا تھا تو اس کے تین جبکہ تینوں بھائیوں کے مجموعی سہام چھ ہوئے اس طرح ہر ایک کو دو دو آگئے۔

حل:۔ 3*3=6*3=18۔

خاوند:1۔3۔9۔دادا۔1۔1۔3۔3بھائی۔2۔6/2۔

اس حالت میں دادے کو کل مال کاچھٹا دیا جائے یا باقی کا تہائی دونوں صورتوں میں یکساں حصہ ملتا ہے جو مقاسمت سے زیادہ ہے۔

ساتویں حالت :۔

تینوں امور مقاسمت باقی مال کا تہائی اور کل مال کاچھٹا حصہ برابر ہوں۔

مثال : خاوند، دادااور دو بھائی۔اس صورت میں فرض حصہ نصف کے برابر ہوتا ہے نیز بھائیوں کی تعداد دادے سے دوگنا ہوتی ہے۔

حل :۔2*3=6

خاوند:1۔3۔دادا:1بٹا3۔1۔2بھائی:2بٹا3۔2/1۔

اس حالت میں تینوں امور کے برابر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ خاوند کو نصف دینے کے بعد باقی نصف دادااور دو بھائیوں میں تقسیم ہوتا ہے۔اس میں ثلث الباقی، مقاسمت اور کل مال کا چھٹا حصہ سبھی امور برابر ہوتے ہیں لیکن ثلث الباقی بلاکسر حاصل نہیں ہوتا، لہذا اصل مسئلے کو ثلث کے مخرج، یعنی تین کو اصل مسئلہ دو سے ضرب دی جائےگی تو حاصل ضرب چھ ہوں گے۔خاوند کو پہلے ایک ملا تھا جب تین سے ضرب دی تو تین سہام ہوئے۔باقی تین بچ گئے۔دادا کو ہر حال میں ایک سہم ملا جبکہ باقی دو دونوں بھائیوں میں تقسیم ہوں گے۔ہر ایک کوایک ایک سہم ملے گا۔

مُعادہ کا بیان

پچھلے باب میں اس موضوع پر بحث کی گئی تھی کہ دادے کا اس وقت کیا حصہ ہے جب میت کے عینی یا صرف علاتی بھائی موجود ہوں۔اب ہم اس باب میں بتائیں گے کہ اگر میت کے دادے کے ساتھ اس کے دونوں قسم کے بھائی عینی اور علاتی جمع ہوں تو عینی بھائی دادے کا حصہ کم کرنے کی خاطر اور اپنی تعداد بڑھانے کےلیے علاتی بھائیوں کواپنے ساتھ شامل کرلیں۔جب دادا ترکہ میں سے اپنا حصہ وصول کرلے تو عینی بھائی اپنے علاتی بھائیوں کی طرف رجوع کریں اور جو کچھ مال ترکہ ان کے ہاتھوں میں آیا عینی بھائی اسے بھی سمیٹ لیں، البتہ اگر ایک عینی بہن ہوئی تو وہ اپنا کامل حصہ، یعنی نصف ترکہ لے گی اور جو باقی بچے گا وہ علاتیوں کو ملے گا۔

دادے کے مقابلے میں عینی اور علاتی بھائی متحد ہوں گے کیونکہ دونوں باپ کی جہت میں مشترک ہیں۔عینی بھائیوں میں ماں کی جہت زائد ہے جو دادے کی وجہ سے مجوب ہوتی ہے (جیسا کہ دادے کی موجودگی میں اخیافی بالاتفاق محروم ہیں)، لہذا دادے کے مقابلے میں علاتی بھائی بھی تقسیم ترکہ میں شامل ہوں گے تاکہ دادے کے حصے میں کمی کرنے کےلیے مقاسمت کے بجائے اسے تہائی یا باقی مال کی تہائی یا کل مال کاچھٹا حصہ دیا جائے۔

(1)۔عینی بھائی اپنے علاتی بھائیوں کواپنے ساتھ شامل کریں گے، پھر دادے کو کہیں گے کہ آپ کے مقابلے میں ہم دونوں (عینی اور علاتی) ایک مرتبہ رکھتے ہیں، لہذا تقسیم کے وقت علاتی ہمارے ساتھ شریک ہوں گے اور ہم ساتھ ملاکر تمہاری مزاحمت کریں گے، پھر وہ علاتی بہن بھائیوں کو کہتے ہیں تم ہمارے وارث نہیں ہو ہم نے تمھیں مقاسمت میں اپنے ساتھ صرف اس لیے شامل کیا تھا کہ دادے کا حصہ کم ہوجائے۔اب تمہارا حصہ بھی ہمارا ہے گویا ہمارے ساتھ دادا موجود ہی نہیں[66]

مُعادہ کی ضرورت کب ہوتی ہے؟

معادہ کی ضرورت تب ہوتی ہے جب عینی بھائیوں کا حصہ دادے سے دوگنا نہ ہو۔اور صاحب فرض کو دے کر چوتھائی ترکہ سے زیادہ بچ جائے۔اگر ان کا حصہ دادے سے دوگنا یا زیادہ ہو تو معادہ کی ضرورت پیش نہیں آتی۔

مُعادہ کی صورتیں

مُعادہ کی کل اڑسٹھ صورتیں ہیں جن کی تفصیل کتب مطولہ میں موجود ہے۔

کیا مُعادہ کی کسی صورت میں عینی کے ساتھ علاتی کا حصہ ہے؟

جب ایک عینی بھائی یا دو عینی بہنیں ہوں یا زیادہ ہوں تو علاتیوں کے لیے باقی بچا ہوا حصہ لینے کا کوئی تصور ہی نہیں۔اگر ایک عینی بہن ہو تو اسے اس کا مقرر نصف ترکہ ملے گا اگر بچ گیا تو علاتیوں کو مل جائے گا (ورنہ نہیں۔)

جن صورتوں میں علاتیوں کے لیے کچھ بچتا ہے وہ چار صورتیں ہیں جو سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے زیدیات اربع کہلاتی ہیں۔[67]چار صورتیں یہ ہیں:

(2)۔"عشریۃ"اس صورت مسئلہ میں ارکان یہ ہیں: دادا،ایک عینی بہن اور ایک علاتی بھائی۔

حل: 10=5*2

دادا: 2۔4۔عینی بہن: 2 صحیح 1 بٹا 2۔5۔علاتی بھائی: 1 بٹا 2۔1۔

وضاحت:۔

اس صورت کا اصل مسئلہ 5 سے بنتا ہے۔عینی بہن کا حصہ نصف ہے جس کی وجہ سے عینی بہن کے حصے میں کسر واقع ہوئی ہے،اس لیے اس کسر کے مخرج دو(2) کو اصل مسئلہ،یعنی پانچ(5) سے ضرب دی تو تصحیح دس(10) سے ہوئی۔اسی لیے اس مسئلے کو"عشریۃ"کہا جاتا ہے۔دادے کو دو خمس (چار)ملے۔عینی بہن کو نصف حصہ (پانچ)ملے۔باقی ایک بچا وہ علاتی بھائی کو مل جائے گا۔

"عشرینیۃ"اس صورت مسئلہ میں ارکان یہ ہیں: دادا عینی بہن اور دو علاتی بہنیں۔

حل: 2*5=10*2=20۔

دادا: 2۔4۔8 عینی بہن: 2 صحیح 1 بٹا 2۔5۔10۔علاتی بھائی: 1 بٹا 2۔1۔2۔

وضاحت:۔

اس صورت مسئلہ کی تصحیح پہلے دس پھر بیس کے ساتھ ہوئی،اس لیے اس کو"عشرینیۃ"کہتے ہیں۔

(3)۔ مختصرۃ زید: ارکان مسئلہ یہ ہیں: ماں، دادا، عینی بہن، ایک علاقی بھائی اور ایک علاقی بہن۔

حل: 6*6=36*3=108/2=54۔

ماں: 1۔6۔18۔9۔

دادا: 5۔10۔30۔15۔

عینی بہن: 5۔18۔54۔27۔

علاقی بھائی: 5۔2۔4۔2۔

علاقی بہن: 5۔2۔2۔1۔

وضاحت اس مسئلہ کی تصحیح پہلے 36 سے ہوئی، پھر 108 کے ساتھ ہوئی، پھر اختصار کی خاطر 54 کے ساتھ ہوئی اسی لیے اسے مختصر زید کہا جاتا ہے۔

(4)۔ "تسعینیۃ زید": ارکان مسئلہ یہ ہیں: ماں، دادا عینی بہن، دو علاقی بھائی اور ایک علاقی بہن۔

حل: 3*6=18*5=90۔

ماں: 1۔3۔15۔

دادا: 5۔5۔25۔

عینی بہن: 5۔9۔45۔2

علاقی بھائی: 5۔9۔4۔

ایک علاقی بہن: 5۔1۔1۔

وضاحت:۔

اس مسئلے کی تصحیح اول 18 اور تصحیح ثانی 90 کے ساتھ ہوئی، اس لیے اس مسئلے کو "تسعینیۃ" کہا جاتا ہے۔

نوٹ:۔ دامن کتاب تنگ ہونے کی وجہ سے ہم نے حساب، مناسخات اور تقسیم ترکہ کے ابواب چھوڑ دیے ہیں۔ اس کے لیے آپ علم الفرائض کی کتب کی طرف رجوع فرمائیں۔[68]

---

[1]۔ الانفال: 8/75۔

[2]۔النساء:4/12۔

[3]۔ صحیح ابن حبان (الاحسان) 7/4929 والمستدرک للحاکم 4/379۔ حدیث 7990۔7991۔

[4]۔ صحیح البخاری الزکاۃ باب الصدقۃ علی مولیٰ ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث 1493۔ وصحیح مسلم العتق باب بیان ان الولاء اعتق حدیث 1504۔ واضح رہے آزاد کردہ شخص کی ولاء اس کو آزاد کرنے والے یا اس کے عصبات کو تب ملتی ہے جب آزاد کردہ کا اپنا کوئی نسبی عصبہ نہ ہو۔ اس مسئلے کی تفصیل کے لیے دیکھئے تفہیم المواریث۔ (صارم)

[5]۔النساء:4/11۔

[6]۔النساء:4/11۔

[7]۔النساء 4۔176۔

[8]۔النساء:4/12۔

[9]۔ صحیح البخاری، الفرائض باب میراث الولد ابیہ وامہ حدیث 6732۔ وصحیح مسلم الفرائض باب الحقوا الفرائض باھلھا فما بقی فلاولیٰ رجل ذکر حدیث 1615۔

[10]۔النساء:4۔12۔

[11]۔ صحیح ابن حبان (الاحسان) 7/4929 والمستدرک للحاکم 4/379۔ حدیث 7990۔7991۔

[12]۔ صحیح البخاری الزکاۃ باب الصدقۃ علی مولیٰ ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث 1493۔ وصحیح مسلم العتق باب بیان ان الولاء اعتق حدیث 1504۔

[13]۔النساء:4/11۔

[14]۔النساء:4/11۔

[15]۔سنن ابی داؤد الفرائض باب فی الجدۃ حدیث:2895۔

[16]۔النساء:4/12۔

[17]۔النساء:4/176۔

[18]۔النساء:4/12۔

[19]۔ صحیح البخاری الزکاۃ باب الصدقۃ علی مولیٰ ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث 1493۔ وصحیح مسلم العتق باب بیان ان الولاء اعتق حدیث 1504۔

[20]۔ بیوی کی اولاد، خواہ موجود شوہر سے ہو یا سابق شوہر سے ہو۔

[21]۔النساء:4۔12۔

[22] ۔خاوند کی اولاد موجودہ بیوی سے ہو یا کسی اور بیوی سے جو زندہ ہو یا فوت ہو گئی ہو۔ (صارم)

[23]۔النساء: 4/11۔

[24]۔النساء: 4/11۔

[25]۔النساء: 4/11۔

[26]۔ صحیح البخاری، الفرائض باب میراث الولد ابیہ وامہ حدیث 6732۔ وصحیح مسلم الفرائض باب الحقوالفرائض باھلھا فما بقی فلاولیٰ رجل ذکر حدیث 1615۔

[27] ۔جو صاحب علم اس مسئلے میں تفصیل کا طالب ہو وہ تفہیم المواریث" کا مطالعہ کرے۔ (صارم)

[28]۔النساء: 4/11۔

[29]۔النساء: 4/11۔

[30]۔مجموع الفتاوی: 16/197۔198۔ بتصرف۔

[31] ۔جد فاسد وہ ہے جس کے اور میت کے درمیان واسطہ عورت ہو مثلاً: نانا یا دادی کا باپ وغیرہ۔ (صارم)

[32]۔ (ضعیف) سنن ابی داؤد الفرائض باب فی الجدۃ حدیث 2894 وجامع الترمذی الفرائض باب ماجاء فی المیراث الجدہ حدیث 2101۔سنن ابن ماجہ الفرائض باب فی الجدۃ حدیث 2724۔ ومسند احمد 2254۔226۔

[33]۔ (ضعیف) سنن ابی داؤد الفرائض باب فی الجدۃ حدیث 2895۔

[34]۔مجموع الفتاوی: 31/352۔

[35] ۔مثلاً: اخیاتی بھائی اور اخیاتی بہنیں ماں کی موجودگی میں بھی حالانکہ وہ واسطہ ہے وارث ہو جاتے ہیں۔ (صارم)

[36]۔ (ضعیف) جامع الترمذی الفرائض باب ماجاء فی میراث الجدۃ مع ابنھا، حدیث 2102۔

[37]۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ وہ داوی کو اس کے بیٹے (میت کے باپ) کی موجودگی میں وارث نہیں بناتے تھے۔ (صارم)

[38]۔مجموع الفتاویٰ 16/204۔

[39]۔النساء: 4/11۔

[40]۔النساء: 4/11۔

[41]۔ جامع الترمذی الفرائض باب ماجاء فی میراث البنات، حدیث :2092 وسنن ابی داود الفرائض باب ماجاء فی میراث الصلب حدیث 2892، 2891۔ وسنن ابن ماجہ، الفرائض، باب فرائض الصلب، حدیث :2720، ومسند احمد :3/352۔

[42]۔ النساء :4/176۔

[43]۔ النساء :4/12۔

[44]النساء :4۔176۔

[45]۔ النساء 4۔176۔

[46]۔ النساء :4/176۔

[47]النساء :4۔176۔

[48]۔ النساء 4۔176۔

[49]۔ النساء 4۔176۔

[50]۔ صحیح البخاری الفرائض باب میراث ابنتہ ابن مع ابنتہ حدیث :6736۔

[51]۔ النساء 4۔176۔

[52]۔ النساء :4/11۔

[53]۔ صحیح البخاری الفرائض باب میراث ابنتہ ابن مع ابنتہ حدیث 6736۔

[54]۔ النساء :4/12۔

[55]۔ النساء :4/12۔

[56]۔ النساء :4/12۔

[57]۔ النساء :4/12۔

[58]۔ صحیح البخاری، الفرائض باب میراث الولد ابیہ وامہ حدیث 6732۔ و صحیح مسلم الفرائض باب الحقوالفرائض باھلھا فما بقی فلاولیٰ رجل ذکر حدیث 1615۔

[59]۔ النساء :4/11۔

[60]النساء :4۔176۔

[61]۔ صحیح البخاری الفرائض باب میراث ابنتہ ابن مع ابنتہ حدیث 6736۔

[62]۔النساء: 176:4

[63]۔ صحیح البخاری، الفرائض باب میراث الولد ابیہ وامہ حدیث 6732۔ وصحیح مسلم الفرائض باب الحقوا الفرائض باھلھا فما بقی فلاولی رجل ذکر حدیث 1615۔

[64]۔ صحیح البخاری، البیوع، باب الشراء والبیع مع النساء حدیث: 2155، وصحیح مسلم، العتق، باب بیان ان الولاء لمن اعتق، حدیث: 1504۔

[65]۔ قرآن مجید میں ہے: "كَلَّا إِنَّهُمْ عَن رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُونَ" (المطففین: 83: 15)"ہر گز نہیں! یہ لوگ اس دن اپنے رب سے اوٹ (پردے) میں رکھے جائیں گے۔"

[66]۔العذاب الفائض: 114/1۔

[67]۔ یہ تقسیم موصوف کے مسلک کے مطابق ہے۔

[68] ۔ان ابواب کو سمجھنے کے لیے عربی کتاب "فقہ المواریث" جس کا اردو ترجمہ "تفہیم المواریث" کے نام سے مارکیٹ میں دستیاب ہے۔ (صارم)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

قرآن وحدیث کی روشنی میں فقہی احکام ومسائل

وراثت کے مسائل: جلد 02: صفحہ 188